سلسلہ مطبوعات

نمبر ۱۹



# شہیدِ انسانیت

یعنی

## مختصر سوانح امام حسین علیہ السلام روحی لہ الفدا

مرتب کردہ

عالیجناب مولوی سید عترت حسین صاحب رضوی ہلوری دام برکاتہم

پبلشر

امیر بک ایجنسی کوچہ روح اللہ خاں دہلی

مطبوعہ تجلی پریس دہلی

باسمہٖ وسبحانہٗ

# شہیدِ اُمّت

رقم زدہ

عالیجناب مولوی سید عترت حسین صاحب رضوی ہلوری دام فیوضہم

مصنف

نقش ایمانی۔ صحیفۂ ماتم۔ تصویر ماتم محسن اسلام وغیرہ

حسب فرمائش

جناب مولوی سید محمد الیاس صاحب رضوی جارچوی کربلائی

پبلشر

امیر بک ایجنسی کوچہ روح اللہ خان دہلی

(مطبوعہ آزاد پریس دہلی)

قیمت ٦/

تذکرۂ میلاد رسول مدنی

مع

# شب معراج

جسمیں مکہ کے سردار مدینہ کے تاجدار خدا کے محبوب عالمین کے مطلوب باعث تخلیق زمین وآسمان مالک کون ومکان شفیع مذنبان سید المرسلین رحمۃ العالمین رئیس یثرب وبطحا شافع روز جزا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیدائش نور سے لیکر معراج تک کے حالات نہایت دلچسپ پیرایہ میں درج ہوئے ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ اردو زبان میں آجتک ایسی عمدہ کتاب شائع نہیں ہوئی جسکا ایک ایک حرف معرفت رسول کا خزانہ ہے ایک ایک جملہ تڑپا دینے والا ایک ایک مصرعہ وجد میں لانیوالا روح کو فرحت بخشنے والا دوزخ سے بچانیوالا اور بہشت میں لیجانیوالا اگر ہمارا اشتہار غلط ثابت ہو تو کتاب فوراً واپس کردیجئے دیدہ زیب کتابت عمدہ طباعت ولایتی کاغذ اور قیمت صرف عمہ

ملنے کا پتہ

امیر بک ایجنسی کوچہ روح اللہ خان دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# شہیدِ اُمّت

## ولادت حسینی

اسلامی دنیا میں تیسری شعبان المعظم ۴ھ ہجری وہ مبارک اور سعید تاریخ گذری ہے جس کی مثال اب تک نہ ہو سکی جس میں متمنی نگاہوں نے قدرت خدا کا مشاہدہ کیا کفر و نفاق کی تاریکیاں زائل ہوئیں۔ جزو آفتاب رسالت نے تمام دنیا کو اپنی نورانی شعاعوں کے احاطہ میں لے لیا۔ حاصل مرج البحرین یلتقیان مصداق آیہ لؤلؤ والمرجان زینت آغوش فاطمہ ہوا۔ ہزاروں فرشتے خانۂ جناب سیدہ میں مبارک باد کو آئے اور حامل وحی الٰہی بارگاہ احدیت سے یہ پیغام لائے کہ اے شفیع امم خداوند عالم بعد تحفۂ درود و سلام ارشاد فرماتا ہے کہ آپ کو علیؑ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی لہذا ان کا نام وہی رکھو جو فرزند ہارون کا تھا یعنی شبیر جسے عربی زبان میں حسینؑ کہتے ہیں (خصائص نسائی)

ام الفضل ناقل ہیں کہ ایک روز عالم رویا میں یہ واقعہ پیش نگاہ ہوا کہ جسم رسول سے ایک پارۂ گوشت کاٹ کر میری آغوش میں ڈال دیا

گیا میں نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں اور نہایت متوحش و پریشان تھی۔ یہاں تک کہ اس خواب کا اظہار واقف اسرار کبریا جناب رسولؐ خدا سے کیا اور تعبیر کی خواہاں ہوئی۔ جناب رسالت مآب کی زبان فیض ترجمان نے مجھے تشفی دی اور کہا اے ام الفضل خایف و ہراساں نہ ہو اگر تیرا خواب صادق ہے تو عنقریب میری نور دیدہ فاطمہؑ سے ایک فرزند پیدا ہو گا جس کی پرورش تمہاری گود میں ہو گی۔ ام الفضل کہتی ہیں کہ اس خواب کو ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا کہ فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد

## حسینؑ فرزند رسول ہیں

قبل اس کے کہ میں ناظرین کے سامنے احادیث نبوی پیش کروں آیۂ تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم کی تفسیر ملاحظہ ہو۔

تفسیر جامع البیان میں مرقوم ہے کہ ابناءنا سے مراد حسنین علیہم السلام کی ذات ستودہ صفات ہے اور مقصود انفسنا نفس رسول زوج بتول جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور نساءنا سے جناب فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا مراد ہیں۔ اس کے علاوہ وہ کتاب جو خطاب بعد کتاب الباری کے زیور سے آراستہ کیگئی (بخاری) اپنے دامن میں ان الفاظ کو لئے ہوئے ہے کہ جناب رسول مقبول

نے ارشاد فرمایا۔ حسنؑ وحسینؑ میرے فرزند ہیں۔ تاریخ الخلفاء ۱۰۱ پر
تحریر ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جو شخص متمنی ہو کہ سردارِ جنت
سے شرف زیارت حاصل کرے وہ رُوئے انور حسینؑ ابن علیؑ پر نظر
کرے آگاہ ہو کہ حسنینؑ میرے میوۂ دل اور سردار جنت ہیں۔ یہی میرے
فرزند ہیں خداوندا میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی انہیں اور ان کی
نجلوں کو دوست رکھ۔ جس نے ان سے محبت کی اوس نے مجھ سے محبت
کی اور جس نے میرے فرزندوں سے بغض رکھا اوس نے مجھ سے
دشمنی کی۔ صاحب صواعق محرقہ رقمطراز ہیں کہ رسول اکرم نے فرمایا۔
حسینؑ منی وانا منہ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ آیۂ وافی
ہدایہ اور احادیث مندرجہ بالا پر نظر ڈالنے والا اگر اپنے پہلو میں
ایک حقیقت آشنا قلب رکھتا ہے اور آنکھوں میں نور انصاف نے سرمۂ
بصیرت بن کر جگہہ حاصل کی ہے تو اسے حسینؑ کو فرزند رسول ماننے میں
ہرگز ہرگز شک وشبہہ نہیں ہوسکتا۔

## حلیہ مبارک اور رسول سے مشابہت

آپ کے تمام سر اقدس میں
بال تھے اور لمبے لمبے گیسو
چاند سے رخسار کے گرد ہالے کا سماں دکھاتے تھے روئے نورانی
سے ماہتاب چرخ بھی شرمندہ تھا جب آپ شب تاریک میں

ہوتی تھی کہ رہگیروں کو روشنی کی حاجت نہ رہتی تھی تمام راہیں روشن و منور ہو جاتی تھیں (روضۃ الصفا) یوں تو آپ مکمل تصویر رسالت تھے صورت و سیرت میں بالکل رسولؐ سے مشابہ تھے لیکن سینہ سے قدم تک بعینہ رسولؐ اللہ کی تصویر تھے۔ چنانچہ جناب فاطمہؑ جب آپکو لوریاں دیتی تھیں تو اکثر فرمایا کرتی تھیں۔ انت شبیہ بابی لست شبیہ بعلی ملاحظہ ہو ترمذی و سری الشہادتین۔ انس ناقل ہیں کہ جس وقت حسین کا سر اطہر دربار ابن زیاد میں لایا گیا تو وہ ملعون آپ کی حسن صورت کی بابت کچھ کہنے لگا۔ میں نے کہا یہ سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ سے مشابہت رکھتے تھے (تلخیص الصحاح ستہ)

## حسینؑ اہلبیت رسولؐ اور طیب و طاہر ہیں

وقت عقد جناب فاطمہ زہرا حبیب خدا نے دعا فرمائی تھی کہ خداوندا علیؑ و فاطمہؑ پر اپنی رحمت نازل فرما اور ان سے طیب و طاہر اولاد پیدا کر دعائے جناب رسالت مآب مستجاب ہوئی اور صلب فاطمہؑ سے ایسے طاہرین عالم ظہور میں آئے جن کا مثل و نظیر روئے زمین پر پیدا نہ ہوا۔ ایک روز سرور عادل مصداق ایہا المزمل خانۂ جناب ام سلمہ میں رونق افروز

... رہے تھے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا هؤلاء اهلبیتی۔ بارِ الٰہا یہی میرے اہلبیت ہیں جملہ برائیوں کو دور کر کے انہیں پاک کر دے جو حق پاک کرنے کا ہے۔ اس وقت اس آیت کا نزول ہوا۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس واھل البیت ولیطھرکم تطھیرا (صواعق محرقہ)

**حلم کا ادنیٰ نمونہ**

ایک خاطی شخص کو آپ نے مطلق سزا نہ دی لوگوں کو بیحد استعجاب ہوا۔ کسی نے سبب دریافت کیا آپ نے جواب دیا جس گھر میں کتا ہو وہاں ملائکہ نہیں آتے غصّہ کرنا کتّے کا خاصّہ ہے پھر کیونکر حلیم انسان اسے پسند کر سکتا ہے (وسیلۃ النجاۃ)

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضور چند مہمانوں کے ہمراہ ماحضر تناول فرما رہے ہیں۔ غلام ایک پیالہ لئے ہوئے آیا جو شوربے سے بھرا ہوا تھا اتفاقاً اوس کا قدم پھسل گیا وہ پیالہ آپ کے سر اقدس پر گرا تمام کپڑے تر ہو گئے۔ آپ نے ازراہ تادیب غلام کی طرف نگاہ اوٹھائی

**غلام** ۔ والکاظمین الغیظ

**حسینؑ** ۔ میں نے اپنے غصّہ کو پی لیا

**غلام** ۔ والعافین عن الناس

**حسین** ۔ تجھے راہ خدا میں آزاد کر دیا

علام ۔ واللہ یحب المحسنین

**حسینؑ** ۔ تیرے مکان تک پہونچنے کا خرچ بھی میں نے اپنے ذمہ لیا اور تیرا وظیفہ بھی بدستور قائم و باقی رکھا (روضۃ الاصفیا)

**شخصیت** ترمذی میں یہ واقعہ ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک دن ہم سرور کائنات کی خدمت میں حاضر تھے ۔ دفعتاً جناب سیدہؑ خدمت رسول میں آئیں آنکھوں سے مسلسل آنسوؤں کے تار بندھے ہوئے تھے محبوب الہٰی نے سبب دریافت فرمایا جناب فاطمہؑ نے گریہ گلوگیر کو ضبط کر کے عرض کی بابا میرے نور دیدہ گان حسنؑ و حسینؑ گم ہو گئے ہیں یہ سنتے ہی رسول کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا آثار حزن و ملال روئے انور پر نمایاں ہوئے فوراً حامل وحی الہٰی خدمت اقدس نبوی میں حاضر ہوئے ۔ عرض کی یا حضرت آپ کبیدہ خاطر و غمگین نہوں دونوں شاہزادے خطیرہ بنی نجار میں مصروف خواب ہیں اور خداوند عالم نے ایک فرشتہ کو ان کی حفاظت کیلئے مقرر فرمایا ہے جس نے ایک بازو اپنا زمین پر بچھایا ہے اور دوسرے بازو سے سایہ کئے ہوئے ہے ۔ جناب رسالت مآب وہاں تشریف لیگئے ۔ جھک کر نواسوں کے لبوں پر بوسے دیئے اور خواب راحت سے بیدار کیا ۔ پھر حسنؑ کو داہنے کندھے پر اور حسینؑ کو بائیں کندھے پر سوار کیا ۔ جانب بیت الشرف روانہ ہوئے اثنائے راہ

میں ایک سن رسیدہ صحابی نے کہا یا رسول اللہ ایک صاحبزادہ کو مجھے دیجئے آپ امام حسنؑ کی طرف متوجہ ہوئے

**رسول اللہ** - کیوں میرے دلبند کیا تم میرے اس صحابی کی گود میں جاؤ گے؟

**حسنؑ** - نانا جس دوش مقدس پر مجھے معراج ہوئی ہے اسے میں نہ چھوڑونگا۔

**رسول اللہ** - میرے پارۂ جگر حسینؑ کیا تم جاؤ گے؟

**حسینؑ** - نانا میں تو آپ کے دوش مطہر سے علیحدہ نہ ہونگا۔

فرزندان رسولؐ کی یہ باتیں سنکر بڈھا اور سن رسیدہ صحابی خاموش ہو رہا۔ رسول کا زمانہ تھا اتنی ہمّت نہ تھی کہ کوئی زبردستی کاندھے سے اوتار لیتا وہ اوہی زمانہ تھا کہ حسینؑ مظلوم کو کربلا کے میدان میں تنہا پاکر ظالموں نے گھوڑے سے اوتار لیا تھا ع فریاد بر غریبیُ و بے یاریُ حسینؑ

**حسب نسب**

اس وقت ناظرین کے سامنے کتب مقاتل سے اس مکالمہ کا اقتباس پیش کرنا چاہتا ہوں جو امام حسینؑ علیہ السلام و لشکر یزید سے ہوا جس سے حضور کے حسب و نسب پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ محرم سنہ ۶۱ ہجری کی چھٹی تاریخ ہے۔ اہلبیتؑ رسول پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں میدان کربلا میں ہزار ظلم شعاروں سے تاریک ہو رہا ہے۔ خسرو خاور لرزہ براندام آفتاب امامت

پر حسرت کی نگاہیں ڈالتا ہوا حجاب مغرب میں روپوش ہو چکا۔ لیلئ شب سیاہ گیسو بکھرائے ہوئے اون غریبوں پر ماتم کناں ہے جن پر۔ آج رات سے پانی بھی بند کر دیا گیا ہے۔ دشت پر آشوب سے سائیں سائیں کے بدلے ہائے حسینا کی صدائیں آرہی ہیں۔ لشکر امام پر تشنگی نے غلبہ کیا امام ذوالفقار ٹیک کر کھڑے ہوئے اور ان الفاظ میں گروہ اشقیا کو مخاطب کیا

**امام علیہ السلام** ۔ اے لشکر ستم پیشہ میں تجھے خدائے واحد لاشریک کی قسم دیتا ہوں بتاؤ تم مجھے پہچانتے ہو میں کون ہوں

**گروہ اشقیا** ۔ ہاں ہم لوگ بخوبی واقف ہیں آپ رسول اللہؐ کے نواسہ ہیں

**امام علیہ السلام** ۔ میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں فرزند علیؑ ابن ابی طالب ہوں؟

**سیاہ شام** ۔ ہاں ہاں ہم جانتے ہیں۔

**امام علیہ السلام** ۔ کیا تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ میری مادر گرامی خاتون جنت فاطمہ زہراؑ ابنت محمد مصطفےٰ ہیں

**اشقیا** ۔ ہاں ہم یہ بھی جانتے ہیں

**امام علیہ السلام** ۔ کیا تم اس سے بھی آگاہ ہو کہ میری نانی خدیجۃ الکبریٰ بنت

**اشقیا۔** بیشک حضور کا فرمانا درست ہے

**امام علیہ السلام۔** کیا تمہیں اس کا علم ہے کہ جناب حمزہ سید الشہدا میرے پدر بزرگوار کے چچا ہیں

**اشقیا۔** ہاں معلوم ہے۔

**امام علیہ السلام۔** میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں سچ تبلاؤ تم پہچانتے ہو کہ یہ تلوار جو اسوقت میرے ہاتھ میں ہے وہ رسول اللہ کی ہے اور میرے سر پر عمامۂ رسول ہے

**اشقیا۔** بیشک حضور کا ارشاد بجا ہے ہم پہچانتے ہیں یہ رسول ہی کی تلوار اور اونہیں کا عمامہ ہے،

**امام علیہ السلام۔** کیا یہ بھی جانتے ہو کہ میرے پدر عالی مقدار اول المسلمین۔ علم میں اعلم ہر مومن و مومنہ کے ولی تھے

**اشقیا۔** ہاں یہ سب اوصاف آنحضرت کی ذات میں موجود تھے

**امام علیہ السلام۔** پھر باوجود ان باتوں سے واقفیت رکھنے کے۔ کیوں میرا خون حلال جانتے ہو۔ اہلبیتؑ رسولؐ کے ننھے ننھے بچوں پر پانی بند کر دیا حالانکہ جانتے ہو کہ میرے باپ ساقی کوثر ہیں وہ جام کوثر سے لوگوں کو سیراب کریں گے۔ اور روز قیامت انہیں کے دست حق

پرست نہیں لوائے محمد ہوگا

**اشقیا** - ہم سب کچھ جانتے ہیں مگر آپ کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اب ساقی کوثر ہی سے پانی طلب کیجئے کیونکہ یہ آب فرات جو سانپ کی طرح لہریں لے رہا ہے آپ کے لئے (معاذ اللہ) قطعاً حرام ہے آپ کو اس میں سے ایک قطرہ بھی نہیں مل سکتا یہاں تک کہ آپ تشنگی سے تڑپ تڑپ کر مر جائیں

**امام علیہ السلام** - خداوند عالم تجھے پیاسا ہی مارے گا اور تو دوزخ کا ایندھن بنے گا

امام کے منہ سے ان الفاظ نے نکلتے ہی غضب الہٰی کی صورت اختیار کر لی اس پر ایسی تشنگی غالب ہوئی کہ وہ پیاس سے تڑپنے لگا لوگ اس کے منہ سے ظرف آب لگاتے تھے جب وہ سیر ہو کر پی لیتا تھا تو فوراً استفراغ ہو جاتا تھا آخر اوس نے مانند سگ تشنہ اپنی تھوتھنی دریا میں ڈالدی لیکن اس کے سینہ میں شعلہ نار مشتعل تھا دنیا کا پانی کیا بجھا سکتا تھا آخر پیاسا ہی تڑپ تڑپ کر راہئی دوزخ ہوا۔

**علمدار حسینی** جس وقت ابن زیاد بد نہاد کا خط عمر سعد کے پاس پہونچا جس میں تاکید کی تھی کہ جنگ میں جلدی کی جائے۔ اس وقت شمر ملعون آگے بڑھا اور آواز دی

**شمر** ۔ کہاں ہیں میرے بھانجے عباس و عبداللہ و جعفر و عثمان۔

**حسینؑ** ۔ بھائی عباس تمہارا اماموں پکار رہا ہے اور تم جواب نہیں دیتے۔

**عباسؑ** ۔ قبضۂ شمشیر پر قہر آلود نگاہ ڈالکر خاموش رہتے ہیں

**حسینؑ** ۔ بھائی عباس غصہ کو جانے دو اگرچہ وہ فاسق ہے مگر جواب دینا ضروری ہے

**عباسؑ** ۔ کیوں اے شمر تو کیا کہتا ہے

**شمر** ۔ میرے بھانجو تم لوگوں کیلئے امان ہے حسین کے ساتھ اپنی جان ضائع نہ کرو امیر المومنین یزید کی اطاعت کر کے آرام کی زندگی بسر کرو۔

**عباسؑ** (غیظ میں) او دشمن خدا اس امان اور تیرے ایمان پر لعنت ہو دنیا کے حسن ظاہری پر جان دینے والے کیا تجھے نہیں معلوم کہ میرے پدر بزرگوار نے اسے تین طلاق دی اور کبھی اس کی طرف رخ نہ کیا۔ کیا تیرا منشا ہو کہ اپنے آقا و مولا کو چھوڑ کر یزید لعین کی اطاعت کروں چند روزہ زندگانی کے عیش کیلئے سردار جنت کا دامن چھوڑ کر جہنم کی طرف قدم بڑھاؤں۔

**حسینؑ** ۔ بھائی عباسؑ زیادہ خفا نہ ہو خاموش ہو جاؤ اب وہ تمہارے ارادہ سے آگاہ ہو گیا۔

**رفقائے امام** آفتاب عالمتاب ع۔ اخانۂ مغرب میں نوحہ کناں ہے ماہتاب چرخ ماہ امامت کو آخری سلام کرنے کو نکل

چکا ہے آسمان سے چاندنی کے ساتھ ساتھ اداسیاں برستی ہیں۔ ستارے آنکھیں کھولے بصد حسرت و یاس حسینی سپاہ کا نظارہ کر رہے ہیں کہ آہ یہ لوگ کل سے سرزمین نینوا پر گہری نیند سونے والے ہیں۔ حیات ظاہری کی یہ آخری شب ہے اس لئے سردار لشکر اپنے رفقا و انصار سے کچھ کہنے والا ہے ہاں وہ دیکھو اس کے خیمہ میں سب لوگ جمع ہیں۔ اور سردار لشکر خطبہ پڑھ رہا ہے

سردار لشکر۔ الحمد للہ رب العالمین۔ ہزار ہزار شکر اس پاک بے نیاز کا جس کے قبضہ قدرت میں انتظام کائنات ہے۔ تمام بزرگیاں اسی کیلئے ہیں اسی نے اپنی عنایت بے پایاں سے میرے مقدس نانا کو نبوت کے جلیل القدر مرتبہ پر فائز اور حامل خُلق عظیم کیا۔ انہیں کی شان میں لولاک لما خلقت الافلاک فرمایا

درود و سلام ہو ہمارے جد امجد پر جنہوں نے اسلام کی بنیاد ڈالی اور کفر و شرک کی بیخ اکھاڑ دی احکام الہٰی لوگوں تک پہونچائے یہاں تک کہ خدا کار رسالت اور دین اسلام سے راضی ہوگیا

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

میرے عزیز و جان نثارو۔ میں نے اپنے اصحاب سے زیادہ کسی کے اصحاب کو با وفا نہیں دیکھا تم لوگوں نے احکام الہٰی کی

پیروی کی اطیعو اللہ واطیعوالرسول واولی الامر منکم پر عامل رہے اور رسول کی آخری حدیث انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی الخ پر بسر وچشم عمل کیا۔ کتاب اللہ کے پیرو اور دامن اہلبیت سے متمسک رہے تمہیں اس کا اجر ملے گا۔ میرے دوستو دین حقہ کے حامیوں میں بخوشی اپنی بیعت تم لوگوں سے اوٹھائے لیتا ہوں پردۂ شب حایل ہے مجھے چھوڑ کر اس جنگل سے نکل جاؤ کیونکہ یہ لوگ صرف میرے سر کے خواہاں ہیں۔ جب تک میرا سر قلم نہ ہوگا وفدیناہ بذبح عظیم کی تکمیل نہ ہوگی اور بقائے اسلام کا راز میری شہادت ہی میں مضمر ہے۔

عباسؑ۔ مولاؑ آقا دل وجگر سینہ میں پاش پاش ہو رہا ہے حضور یہ کیا ارشاد فرماتے ہیں یہ نمکخوار غلام اپنے آقا امام وقت حجت اللہ سے زندگی میں تو کیا مرنے کے بعد بھی قدموں سے جدا نہ ہوگا (آپ پسران مسلم کی طرف مخاطب ہوتے ہیں)

حسین علیہ السلام اے میرے چچا عقیل کی اولاد تمہارے لئے مسلم کی شہادت ہی کافی ہے میں بخوشی اجازت دیتا ہوں تم سب چلے جاؤ

فرزندان وبرادران مسلم۔ واللہ ہم آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے

خدا وہ دن نہ دکھائے کہ ہم آپ کے بعد زندہ رہیں۔

**مسلم ابن عوسجہ**۔ اے فرزند رسول ہم غلاموں سے حضور کے حق ادا نہیں ہو سکتے خدا کی قسم ہم حضور کو نہ چھوڑیں گے یہاں تک کہ دشمنوں کے سینوں میں برچھی توڑ دیں اور جب تک قبضۂ شمشیر ہاتھ میں ہے میں اون سے جہاد کرونگا۔ اگر ہاتھ میں حربہ نہ ہوگا تو دامن میں پتھر بھر کر دشمنوں کو ماروں گا اور اوس وقت تک آپ کی نصرت سے باز نہ آؤں گا جب تک شربت شہادت نوش نہ کر لوں

**سعید ابن عبداللہ**۔ اے ناز پروردۂ رسول ہم ہرگز آپ کو تنہا نہ چھوڑیں گے اگر مجھے یقین ہو کہ میں آپ کی حمایت میں قتل کیا جاؤں گا اور لاش میری جلادی جائے گی اور خاکستر ہوا میں منتشر کردی جائے گی اور یہی عمل ستر بار کیا جائے گا پھر بھی آپ کی نصرت سے باز نہ آؤں گا

**حبیب ابن مظاہر**۔ مولا ہم آپ کی قدر و منزلت کو پہچانتے ہیں آپ کے قدموں پر سر کٹانا عین سعادت ہے اور یہی شہادت حقیقی ہے سردار جنت کا ساتھ چھوڑ کر عاقبت خراب کریں

**زہیر ابن قین**۔ یابن رسول اللہ اگر آج ہم آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے

تو فردائے قیامت میں رسول اللہ کو کیا نہ دکھائیں گے۔ واللہ اگر ہزار بار زندہ کیا جاؤں تو حضور کے قدموں پر جان دینے میں کوتاہی نہ کروں

**حسینؑ علیہ السلام** خدا تمہیں جزائے خیر دے کہ تم لوگ اس مصیبت عظمیٰ میں بھی مجھے چھوڑنا پسند نہیں کرتے۔

اپنے امام کی تاسّی میں دو دن سے پیاسے ہو۔ اچھا ساقی کوثر کے ہاتھ سے جام کوثر ملے گا۔ ظاہری زندگی کی یہ آخری شب ہے جی بھر کے خدا کی عبادت کرلو۔ پھر حیات جاوید کی سند لیکر اس آیت کے تحت میں آجاؤ ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون۔

# تلقین صبر

لن تنالوا البرّ حتیٰ تنفقوا مما تحبون۔ ہرگز نیکی کو نہ پہونچو گے جب تک اس چیز کو خرچ نہ کروگے جسے تم نہایت عزیز رکھتے ہو حسین نے اپنے عزیز واقربا اصحاب وانصار کو راہ خدا میں نثار کردیا ع

صبر تلخ است ولیکن بر شیریں دارد۔ حتیٰ کہ چھ مہینے کے بچہ کو بھی بارگاہ

احدیت میں پیش کر دیا اور ارشاد فرمایا۔ خداوندا یہ آخری ہدیہ ہے جسے میں بہت عزیز رکھتا تھا تیری راہ میں نثار کر دیا۔ اس طرح صبر کے جوہر دکھا کر حسینؑ نے دنیا کو صبر کی تعلیم دی اور صبر انبیائے سابقین پر سبقت لیگئے واقعی خوب کہا کسی نے ع خالق کے بعد بندوں میں یکتا حسینؑ ہے

# قرآن میں ذکر شہادت

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قرآن جیسی مقدس کتاب میں شہادت حسینؑ کا تذکرہ نہیں ہے اس لئے یہ واقعہ دنیائے اسلام میں مہتم بالشان نہیں کہا جا سکتا مگر اس قسم کا اعتراض اہل علم ہرگز نہیں کر سکتا۔ کیونکہ کلام الہٰی کا دعویٰ ہے لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ہر خشک و تر کا ذکر قرآن میں ہے پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے واقعہ عظیم کا ذکر قرآن میں نہ ہو۔ جب جناب ابراہیم ذبح اسمٰعیل پر آمادہ ہوئے اور چھری نے گلوئے اسمٰعیل کا بوسہ لینا چاہا تو اُن کے عوض ایک بہشتی دنبہ نظر آیا اور ارشاد ہوا وفدیناہ بذبح عظیم اس واقعہ کو ایک بہت بڑی قربانی سے بدل دیا۔ عہد اسمٰعیل سے جناب رسالتمآب تک کوئی واقعہ

ایسا نظر نہیں آتا جسے ذبح عظیم سے تعبیر کیا جائے مگر ہاں دسویں محرم ۶۱ھ
میں جب حسینؑ نے منائے کربلا میں بہتر قربانیاں پیش کیں اس وقت صاحبان
بصیرت نے منشائے قدرت کو سمجھ لیا اور ظاہر ہوگیا کہ ذبح عظیم سے کربلا
کے دردناک واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کے علاوہ آیۂ ولنبلو
نکم بشیء من الخوف والجوع الخ خاص امام حسینؑ کی شان میں نازل ہوا ہے
کیونکہ مستحق صلواۃ سوائے رسول اور آل رسول کے کوئی نہیں جیسا کہ ان اللہ
ملائکتہ ویصلون علی النبی رسول کی شان میں آیا اسی طرح آیۂ ولنبلونکم میں امام حسینؑ کی
طرف اشارہ ہے کہ میں مستحق صلواۃ کا امتحان لونگا۔ الکنایۃ ابلغ من التصریح

آیۂ افان مات اوقتل الخ سے یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ شہادت
حسینؑ عین شہادت رسولؐ ہے۔ آیۂ مذکورہ میں مات اور قتل کی لفظیں بتا رہی
ہیں کہ مات کے موافق رسول نے وفات پائی اب قتل کی لفظ بیکار رہی،
جاتی ہے حالانکہ کلام خدا مہمل نہیں ہوسکتا پس اوقتل سے شہادت حسینؑ
مراد ہے۔ اس کے علاوہ حدیث حسینؑ منی ولحمک لحمی سے ظاہر ہے

کہ جب حسینؑ کا خون خون رسول ہے تو پھر شہادت حسینؑ کی عین شہادت رسول کیوں نہ خیال کی جائے۔

# ذاتِ حسینؑ سے تکمیلِ رسالت

## اور

# شہادتِ حسینؑ سببِ بقائے اسلام

ل گئی دین محمدؐ کو حیات جاوید !! وجہ تکمیل رسالت ہے شہادت تیری (لمولفہ)

شاہ عبدالعزیز دہلوی سر الشہادتین میں لکھتے ہیں کہ جتنے اوصاف وصفات انبیائے سابقین میں فرداً فرداً موجود تھے وہ سب ہمارے نبیؐ آخر الزماں کی ذات اقدس میں مجموعی حیثیت سے پائے جاتے تھے لیکن درجۂ شہادت آپ کی ذات خاص کو نہیں دیا گیا کیونکہ اگر آپ شہید ہو جاتے تو مذہب اسلام عام نگاہوں میں خفیف اور سبک ہو جاتا اس لئے خداوند عالم نے حسینؑ کے ذریعہ سے آپ کو مرتبۂ شہادت مرحمت فرمایا۔ شہادت باطنی امام حسنؑ کو دی اور شہادت ظاہری امام حسینؑ کو اور اسی شہادت کے بعد ہمارے رسول کو درجۂ کمال نبوت حاصل ہوا اور ظاہر ہو گیا کہ امام حسینؑ اور رسول اللہ میں بلا فصل البا اتحاد باطنی تھا

کربلا یعنی رسول کی شہادت یعنی شہادت رسول تصوری تھی۔ یہی وجہ تھی کہ
آنحضرت بار بار فرماتے تھے حسین منی وانا من الحسینؓ حسین منی کا مطلب
تو سب سمجھتے تھے کیونکہ لحمک لحمی نے اس کی تفسیر کر دی تھی البتہ انا من الحسینؓ
کا مفہوم خود اس برگزیدہ باری نے "سر داد و نداد دست در دست یزید" پر عامل ہو کر
اہل عالم کو اس طرح سمجھا دیا کہ قیام قیامت تک اہل اسلام کی گردنیں اس بار سے
خم رہیں گی۔ دنیا میں صرف اسلام کا نام ہی نام باقی رہ گیا تھا۔ توحید مٹ چکی
تھی۔ کفر و نفاق کا دور دورہ تھا۔ یزید احکام الٰہی کی مخالفت پر تلا ہوا تھا۔
ایسی صورت میں اگر خامس آل عبا جیسا سر فروش اپنا خون ناحق کربلا کی پیاسی
زمین میں جذب نہ کر دیتا تو اسلام کا نام بھی صفحۂ ہستی پر باقی نہ رہتا آپ
ہی کی شہادت نے اسلام کو بقا کا جامہ پہنایا واقعی معین الدین چشتیؒ کا
قول صداقت میں ڈوبا ہوا ہے ع حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؓ

# شجاعت

امام حسینؓ کا میدان کربلا میں جان دینا ایک ایسی بہادری ہے
جس کی نظیر دنیائے تاریخ میں نظر نہیں آتی۔ اس شجاعت کے آگے عالم

کے تمام بہادروں کی بہادری بازیچۂ طفلاں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی

ایک منصف مزاج نصرانی (مسٹر کاگرن صاحب) تاریخ چین میں رقمطراز

ہے کہ دنیا میں رستم کا نام بہادری میں مشہور ہے لیکن کچھ ہستیاں ایسی

گذری ہیں جن کے سامنے رستم کا نام لائق ذکر نہیں۔ چنانچہ شجاعت میں

اول درجہ حسینؑ ابن علی ہے اف حسینؑ کے کلیجہ پر بہتّر داغ لگ چکے

ہیں قوت بازو کے غم میں کمر شکستہ ہے جوان بیٹے کی جدائی نے

آنکھوں کی بصارت زائل کر دی ہے آٹھ دشمن اس مظلوم کو ستانے پر

تلے ہیں۔ چار دشمن تو وہ ہیں جو چاروں طرف سے گھیرے ہیں اور تیر

مینہ کی طرح برس رہے ہیں۔ پانچواں دشمن عرب کی چلچلاتی ہوئی دہوپ

چھٹا دشمن وہ ریگ گرم کا میدان جو تمازت آفتاب سے آتش کدۂ

نمرود کا نمونہ بنا ہوا ہے۔ ساتواں دشمن بھوک اور آٹھواں دشمن پیاس

جو سب سے زیادہ ظالم ہے واقعی جس نے ایسے معرکہ میں ہزاروں

کا مقابلہ کیا اور تلواروں کی چھاؤں میں سجدۂ خالق ادا کر کے اسلام

کی اہمیت دکھلادی بلکہ اسلام کو حیات جاوید کا لباس پہنا دیا اس

کے مقابلہ میں رستم و اسفندیار کو لاکر کھڑا کرنا انصاف کا خون بہانا ہے
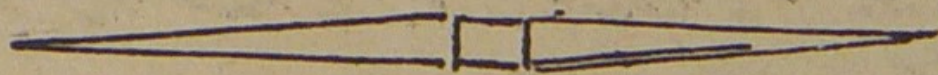
# شیرخوار مجاہد اور شوقِ شہادت

یہ واقعہ بھی آپ کی شجاعت پر کافی روشنی ڈال رہا ہے۔ عزیز و اقارب شربت شہادت پی چکے ہیں حسینؑ اپنی تنہائی پر گوہرِ اشک بہاتے ہوئے سراپردۂ حرم میں داخل ہوئے۔ ننھا سا بچہ کو پیاس سے مضطرب دیکھکر آغوش محبت کھول دی اللہ رے شوق شہادت بچہ ہمک کر ماں کی گود سے علیحدہ ہوا اور آغوش امامت سے لپٹ گیا۔ حسینؑ نے بچہ کی آستینوں کو کہنیوں تک الٹ دیا تاکہ اہل بصیرت سمجھ لیں کہ حسینؑ کے دودھ پیتے ہوئے بچوں کو بھی شہادت ہی کا شوق رزمگاہ میں لایا اور اس سے حسینی شجاعت کا اندازہ بھی ملجائے۔ شیر خوار مجاہد کا جہاد بس یہی تھا کہ اس نے باپ کے ہاتھ پر گردن بلند کی اور تیغ زبان کو ہونٹوں پر پھیرا جس سے دشمنوں کے دل کٹ گئے۔ سنگدل اور بے رحم انسان منہ پھیر پھیر کر رونے لگے مگر حرملہ لعین نے ایک تیر سہ شعبہ چلۂ کمان میں جوڑا اور گلوئے نازنین کو نشانہ بنایا۔ تیر ستم پیغام قضا بن کر کمان سے چھوٹا اور گلوے علی اصغرؑ کو توڑتا ہوا بازوئے حسینؑ میں پیوست

ہوگیا: بچہ سہم کر باپ سے آخری بار چمٹا اور راہی جنت ہوگیا۔ کتب مقاتل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس بچہ کی لاش پر نماز پڑھی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شہادت علی اصغرؑ کل شہادتوں کی قائمقام ہے اسی شہادت کے بعد حسینؑ کو شوق شہادت ایسا بڑھا کہ ایک دم کے لئے بھی دنیا میں رہنا گوارہ نہ کیا اہلحرم سے رخصت ہوکر میدان جنگ میں پہونچے۔ تلوار سونت لی۔ حملے شروع کردیئے لشکر تہ و بالا ہوگیا ناگاہ سنان ابن انس کا تیر سینہ پر اور صالح ملعون کا زہر آلودہ نیزہ اس زور سے پہلو پر لگا کہ زخمی کو سنبھلنے کی تاب نہ رہی آہ آہ سلطان کونین خانۂ زین سے فرش خاک پر آرہا

ع
قرآن رحل زین سے سر فرش پر گر پڑا
دیوار کعبہ بیٹھ گئی اور عرش گر پڑا!!

اس کے بعد آپ سجدۂ خالق میں جھک گئے اور شمر ملعون سے وہ واقعہ ظہور میں آیا جس کے تصور سے قلب لرز رہا ہے جس کی یادگار صف ماتم آج تک دنیا کے ہر گوشہ میں بچھائی جاتی ہے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

# یادگار شہادت

چشم خیال نے ہزاروں حوادثات دیکھے۔ بہت سی خونی تحریروں کا

معائنہ کیا۔ بیگناہ لہو کے دریا بہتے ہوئے دیکھے۔ لاکھوں گھر ویران ہو گئے
یہ زمانے کی نیرنگیاں ہیں اسی کو انقلاب کے نام سے پکارتے ہیں۔ صفحات
عالم پر جو واقعات گذر جاتے ہیں وہ حرف غلط کی طرح انسانوں کے اوراق
دل سے محو ہو جاتے ہیں۔ گذرے ہوئے افسانوں کا کوئی ذکر بھی نہیں کرتا
ہاں کربلا اور صرف کربلا کا وہ جانگزا واقعہ ہے جو عاشور کو صبح سے عصر تک
جلتی ہوئی ریت پر رونما ہوا۔ ہر وقت تازہ ہے جدھر دیکھو ماتم کی
صدائیں آرہی ہیں۔ آہیں نکل رہی ہیں۔ آنکھیں خون برسانے کے لئے تیار
ہیں۔ ہر زبان پر ہائے حسینؑ کی صدا بلند ہے۔ حقیقتاً اگر انصاف سے
دیکھا جائے تو یہ واقعہ اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ تمام دنیا کے دردناک
واقعات اور جانسوز سانحہ کو اکٹھا کر کے حسینی واقعہ سے مقابلہ کرو اور دیکھو
کہ کس سے قلب زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ اور کون واقعہ دل میں گھر کر لیتا
ہے۔ حسینؑ کا نام زبان پر آتے ہی دل مضطرب ہو جاتا ہے آنکھیں مصروف
گریہ۔ کیوں؟ اس لئے کہ مظلوم کربلا کا واقعہ سچائی۔ مظلومی۔ ہمدردی۔ خدا
پرستی۔ بیکسی اور بہادری وغیرہ وغیرہ کا سبق دے رہا ہے اور یہ اس
مظلوم کا ایک زندہ معجزہ ہے کہ تمام دنیا کے منصف مزاج آپ
کی بے مثل شجاعت اور ثبات قدم کی داد دیتے ہیں۔ دنیا میں
کون ایسا بادشاہ گذرا ہے جس نے عالم کے تمام لوگوں سے۔

حسین حاصل کرلیا ہو۔ دنیا کی تاریخوں پر نظر ڈالنے والے کہہ
دیں گے کہ اس ہاشمی جوان کے سوا کوئی نہ تھا جس نے رسول کی زبان
چوس کر پرورش پائی اور جسے فرزند شیر خدا ہونے کا شرف حاصل
تھا۔ یہ واقعہ رہتی دنیا تک قائم رہے گا مخالفین مرمٹیں گے مگر اسے
روز افزوں ترقی ہوتی رہے گی کیونکہ خود رسول اللہ اس کے حامی ہیں جیسا کہ
غزالی فرماتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے بعد ایک صحابی نے جناب رسالت
مآب کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سر مبارک کے بال پراگندہ اور
گرد آلودہ ہیں اور آپ کے دست اقدس میں ایک شیشی ہے جو خون
سے لبریز ہے۔ صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ
پر فدا ہوں یہ کیا حال ہے۔ آپ نے جواب دیا اس شیشی میں حسینؑ
اور اصحاب حسینؑ کا خون ہے۔ صاحبان انصاف بتلائیں کہ جب خدا کا پیارا
رسول اس واقعہ پر گریہ کر رہا ہے پھر کس کی طاقت ہے جو اسے
مٹا دے اور مسلمان ہو کر کہدے کہ گریہ بر حسینؑ بدعت ہے۔
(معاذ اللہ) یہی وہ دلخراش واقعات ہیں جن کی یادگار کو زینت دینے
کے لئے تعزیہ اور علم اوٹھائے جاتے ہیں۔ اسی تشنہ لب کی
یاد میں سبیلیں رکھی جاتی ہیں۔ اسی مظلوم کے ذکر میں خدا نے
وہ اثر ودیعت کیا ہے کہ نام سنتے ہی دل پر چوٹ لگتی ہے

اور یہی [illegible] کے فطرت انسانی ہے۔ کون سنگدل ہو گا جو ان
مصائب جانکاہ پر گریاں نہ ہو گا۔ کون بدنصیب آنکھ ہے جو حسینؑ
کے غم میں نہ روئی ہو۔ مسلمان تو بجا یہ واقعہ وہ ہے کہ جس نے
سنا دل پر قابو نہ رہا

مسٹر گبن اپنی کتاب گنبز رومن ایمپائر جلد ۹ ص ۳۴۶ پر لکھتے
ہیں کہ امام حسینؑ کا پُر درد واقعہ ایسا ہے جو بے رحموں اور سنگدلوں
کو بھی رُلا دیتا ہے۔ حسین علیہ السلام کا نام سنتے ہی جوش
ہمدردی پیدا ہوتا ہے۔

ناظرین یہ الفاظ کس کے قلم سے نکلے ہوئے ہیں یہ مسلمان
نہیں ہے بلکہ عیسائی مورخ ہے مگر ہم تو ان بدبخت مسلمانوں سے کہیں
اچھا سمجھتے ہیں جو حسین علیہ السلام کے قتل پر تلے ہوئے تھے یا جو
آج ان کی یادگار مٹانے میں منہمک ہیں۔ وہی انسان انسان کہے جانے
کا مستحق ہے جس کے دل میں درد ہو بقول

ع درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ۔ اس موقع پر جن خیالات
کا اظہار ایک ہندو بھائی بابو ماتا دین سب جج نے کیا ہے قابل غور ہے

خوشا وہ لوگ جو آتے ہیں بزم ماتم میں — خوشا وہ ہاتھ جو پیٹیں حسینؑ کے غم میں
وہ دل ہو خاک نہ ہو جس میں اہلبیتؑ کا غم — وہ پھوٹے آنکھ جو روئی نہ ہو محرم میں

اس کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ مادۂ ہمدردی جو انسان کے لئے
اپنے بنی نوع سے ضروری ہے ہمارے ہندو بھائیوں میں
موجود ہے مرحبا اور آفرین اون کی انسانیت پر جو ایک مظلوم کی مصیبت
پر متاثر ہوتے ہیں مگر حیف ہے ان مدعیان اسلام پر جو اپنے
نبیؐ کے نواسہ کی یادگار سے ہمدردی کے عوض مخالفت پر
آمادہ ہیں۔ رنج وغم کے بدلے روز عاشورہ عید مناتے ہیں۔ خوشیاں
کرتے ہیں۔ محرم آتے ہی اون کے دلوں میں خدا جانے کیا جوش
پیدا ہوتا ہے۔ اشتہارات شائع کئے جاتے ہیں عزاداری سے
باز رکھنے کی بیجا کوششیں کرنے لگتے ہیں۔ کیا معاندین عزا اور
مخالفین یادگار فرزند رسول کا دعوے اسلام درست ہوسکتا ہے؟
ہرگز نہیں۔ ہم تو ان کو انہیں ظالموں کی نسل متصور کریں گے جو
اس حسرت ناک یادگار قائم کرنے کے باعث ہوئے۔ ہمارے
نزدیک ہندو ایسے مسلمانوں سے بدرجہا بہتر ہیں ہم ان کو مدعیان
اسلام پر ضرور ترجیح دیں گے۔ یہ لوگ یقیناً یزید پلید اور شمر
شقی کے دوستوں میں ہیں اور اس نجدی کے پیرو اور نعل بہ
نعل چلنے والے ہیں جس نے قبر خاتون جنت اور دیگر مقامات
مقدسہ کے مٹانے میں ذرا بھی دریغ نہ کیا۔

# جواز گریہ بر حسین علیہ السلام

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

وہ کشتۂ تیغ جفا وہ مذبوح تھا جو کربلا کی جلتی ہوئی زمین پر ذبح کر دیا گیا وہ خون جس میں خون رسول شامل تھا نہایت بیدردی کے ساتھ ریگ گرم پر بہا دیا گیا جس نے خون کے دریا میں ڈوب کر اسلام کی پاک کشتی کو ابھار دیا۔ آج اگر اسلام اس سے ہمدردی نہ کرے اس مظلوم کی صف ماتم نہ بچھوائے جس کی لاش پر کوئی رونے والا نہ تھا جس کے اہلبیت اسیر کر کے شہر بہ شہر دیار بہ دیار پھرائے گئے تو حل جزاء الاحسان کے خلاف احسان فراموشی کی۔ حیرت ہے امام غزالی پر کہ جس خیال اور اعتقاد کی رو سے ذکر قتل حسین علیہ السلام کو حرام قرار

دیا حالانکہ وہ شخص جس کے مشام میں نواسۂ رسول کی بوئے
محبت گونجی ہے ہرگز ایسا نہیں کہہ سکتا امام شافعی فرماتے ہیں
یا اہلبیتِ رسول اللہ حبکم فرض من اللہ فی القرآن انزلہٗ
اے اہلبیتِ رسول آپ کی محبت فرض ہے خدا کی جانب
سے جس کو اوس نے قرآن میں نازل کیا اور متفق علیہ بین الفریقین
ہے کہ حسین علیہ السلام داخل اہلبیت ہیں ملاحظہ ہو مدارج النبوۃ
باب نہم ص۳۵۵ فطرت انسانی کا مقتضا ہے یہ ممکن ہی نہیں کہ
کسی دوست کے مصائب سن کر آنکھیں خونبار اور چہرے
سے رنج و ملال کے آثار ظاہر نہ ہوں۔ نہ کہ برخلاف اس
کے خوشیاں منائی جائیں۔ شرط محبت تو یہی ہے کہ ان
کے غم میں غمگیں ہوں ان کی مسرتوں میں اظہار سرور
کریں اس کے برعکس جب بھی عمل میں آئے گا جب دوستی
کے پردے میں آتش عداوت کے شعلہ مشتعل ہوں
گے۔ جن سے انسان کو جسمانی تعلق ہے اون کے فقدان
پر ضرور قلب میں درد پیدا ہوتا ہے اور یہ مسلمہ ہے کہ
جب دل دردناک ہوگا تو اوس کا ظہور آنکھوں سے آنسوؤں
کے ذریعہ سے ضرور ہوگا۔ فطرت بھی اس کی حامی ہے

جب عام میّت پر رونا ناجائز نہیں ہے تو جس ذات مقدس سے روحانی اور ایمانی تعلق ہے اوس پر رونا کیونکر ممنوع ہوسکتا ہے۔ جناب سرور کائنات کا لاش جناب حمزہ پر رونا اور عورات مہاجر و انصار کو اون پر رونے کا حکم دینا کتابوں سے ثابت ہے۔ غم حسین علیہ السلام کی نسبت ارشاد نبوی ہے من بکیٰ علی الحسینؑ وجبت له الجنه۔ غم حسین علیہ السلام میں رونے والوں پر جنت واجب ہے اس حدیث شریف کو امام حنبل نے اپنی مسند میں اور شاہ عبدالحق نے مدارج النبوۃ میں اور صاحب مشکواۃ و ترمذی نے بھی نقل کیا ہے۔

جناب فاطمہؑ مفارقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں اس بیتابی سے گریہ فرماتی تھیں کہ اہل مدینہ نے عاجز ہوکر حضرت علی علیہ السلام سے شکایت کی کہ یا تو فاطمہؑ دن کو رویا کریں یا شب کو اس لئے کہ ہم لوگوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے چنانچہ خاص آپ کے رونے کے لئے ایک مکان بیت الحزن کے نام سے تیار کیا گیا۔ خود جناب رسالت مآب اپنے فرزند ابراہیم کے انتقال پر گریاں ہوئے

اس وقت حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ بھی روتے
ہیں آپ نے جواب دیا رونا خدا کی رحمت ہے (تلخیص الصحاح
ستہ جلد ۶ ص ۴۲

ترمذی و مشکواۃ نے انس بن مالک سے یہ روایت
نقل کی ہے کہ ہر ایک مومن کے لئے آسمان میں دو دروازے
ہیں ایک در سے اس کے عمل صالح صعود کرتے ہیں اور
ایک در سے اس کا رزق نازل ہوتا ہے جب وہ مومن
مرجاتا ہے تو اوس پر آسمان وزمین روتے ہیں اور یہی مطلب
ہے اس آیہ مبارکہ کا فما بکت علیھم السماءُ والارض۔
(پ ۲۵ رکوع ۱۴)

جب مومن کی موت پر زمین و آسمان روتے ہیں تو پھر اس
کے ہمجنس مومن کو کس قدر رنج ہونا چاہیئے حسینؑ مظلوم پر
بھی آسمان کا رونا کتب معتبرہ سے ثابت ہے

جب آسمان اس محسن اسلام کے لئے رویا۔ رسول
کا رونا ثابت ہوگیا۔ فاطمہؑ کی اشک افشانی دیکھ لی اب اگر
مدعیان اسلام اس مظلوم پر گریہ نہ کریں تو انصاف کا خون
ہے اور ممانعت گریہ کی خدا جانے کیا جزا ہے جس کے

ذمہ دار صرف مانعین عزا ہیں۔

کیا مانعین عزا نے مسند احمد بن حنبل میں یہ حدیث ملاحظہ نہیں کی ہے کہ جناب رسول مقبول نے فرمایا کہ جس کی آنکھوں سے ایک قطرہ اشک مصیبت حسین علیہ السلام پر ٹپکے گا حق تعالیٰ اوس کو بہشت میں جگہہ دیگا۔

دیکھا ہے اور ضرور دیکھا ہے ہزاروں احادیث جواز گریہ میں کتب اہلسنت کو زینت دے رہی ہیں اور برابر ان کی نگاہیں ان کی زیارت کرتی رہتی ہیں لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام بمصداق لیطہرکم تطہیرا الطیب والطاہر ہیں آپ کے غم کا اثر اوسی قلب باصفا پر پڑ سکتا ہے اور ضیا ایمان سے ضو فشاں ہو سکتا ہے جس کے غم کو وہ دل ہرگز قبول نہیں کر سکتا جس میں ولائے آل رسولؐ کی قبولیت کی صلاحیت ہی نہ ہو۔

# جواز تعزیہ

سوال مسکینی ہر سو عبث از تعزیہ داری
برائے عاشق صادق چہ حاجت بہر استفتا

شاہ حسن بجائسی کا یہ شعر قابل تقلید ہے اکثر لوگ تعزیہ اور عزاداری
کے مٹانے میں سرگرم رہتے ہیں کوئی مصروف وعظ ہوتا ہے کوئی لکچر
دیتا ہے مگر یہ غم والم اوس مظلوم کا ہے جس کی عزا کا حامی خود خداوند عالم
ہے یہ غم قیام عالم تک دنیا میں باقی رہے گا۔ عزاداروں کے نالے
عرش بریں کو ہلاتے رہیں گے اور اشکوں کے تعزیے آنکھوں سے نکل
کر ہمیشہ دامان کربلا میں دفن ہوتے رہیں گے جب یہ امر پایۂ
ثبوت کو پہونچ گیا کہ غم حسین علیہ السلام میں رونا باعث نجات ہے اور
جناب رسالت مآب کا خبر شہادت بزبان جبرئیل سن کر گریاں ہونا مشکوٰۃ
صفحہ ۵۸۶ کے مطالعے سے صاف ظاہر ہے۔ پھر جب رونا سنت رسول ہے
تو اسباب عزا کا فراہم کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ جب تک کوئی مجلس منعقد
نہ ہو اس میں ذکر مصائب نہ کیا جائے گریہ وبکا کیونکر ممکن ہے تعزیہ عزا
سے مشتق ہے چنانچہ تعزیہ بھی اسباب عزا میں شامل ہے۔ چونکہ یہاں
کے لوگ کربلائے معلی سے دور ہیں اس لئے نقل روضہ بنا کر شہادت
کی یاد تازہ کرتے ہیں کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا کہ نقل مکان بنانا شرعاً
ناجائز ہے مسجد جو نقل مسجد کعبہ ہے اس کا بنانا شرعاً ممنوع نہیں ہے
خواہ بانس سے بنائی جائے یا چونا اور مٹی سے۔ نہایت کم فہم ہیں وہ
حضرات جو تعزیہ کو بت سے تشبیہ دیتے ہیں حالانکہ اسے کوئی خدا

نہیں سمجھتا بلکہ محض نقل روضہ تصوّر کرتے ہیں اور نقل قبر کا جواز اظہر ہے

جیسا کہ جناب رسول مقبول نے ایک شخص کو قبر والدین بنانے کا حکم دیا

تھا ملاحظہ ہو فتاوائے عرب اور کنز العباد۔ روضۃ الاحباب میں نقش نعل

مبارک رسول کے اسناد لکھے ہیں اور اوسی کتاب میں ملا جامی نے صورت

ہائے مکہ معظمہ جبل۔ ثور۔ کوہ احد۔ مدینہ منورہ۔ قبۂ عثمانیہ اور صفا و مروا

کو جائز قرار دیتے ہوئے اس کے برکات لکھے ہیں

موسم حج میں نقل محمل حضرت عائشہ آتی ہے جس کی تعظیم کے لئے

ہزاروں آدمی کمربستہ رہتے ہیں بخاری اور مسلم میں یہ حدیث موجود

ہے جس کا ترجمہ یہ ہے (بنالے تصویر اوس چیز کی جس میں روح نہ ہو) اس

حدیث کی رو سے تعزیہ بنانے میں کیا قباحت لازم آتی ہے جب کہ وہ تصویر

غیر ذی روح ہے صحیح بخاری میں حضرت عائشہ کا گڑیاں بنانا۔ ان سے

کھیلنا۔ اور جناب رسالت مآب کا منع نہ فرمانا مذکور ہے پھر سمجھ میں نہیں آتا

کہ تعزیہ پر کیوں اعتراضات کی بارش ہوتی ہے

افسوس صد ہزار افسوس حسینؑ مظلوم پر تیروں کا مینہ برسانے

والوں کے پیرو آج نقل مزار اقدس کو بھی اعتراضات کے تیروں

کا نشانہ بنا رہے ہیں

شارح غنیہ کی تحریر ہے کہ اگر غوث الاعظم کی زیارت کے لئے

بغداد شریف نہ جا سکے تو لازم ہے کہ صحرا میں کسی ڈھیلوں کی قبر
تیار کرے اور اسے غوث الاعظم کی لحد تصور کر کے روئے اگر ایک قطرہ
اشک آنکھوں سے نکل آئے تو حق تعالے ثواب ایک حج کا اوس کے
نامۂ اعمال میں لکھیگا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو انصاف انصاف پکارتے ہیں.
دیکھیں آج تعصب کی چھری سے انصاف کی شہرگ کاٹی جاتی ہے بے گناہ
اس کا خون نہایت بیدردی سے بہایا جاتا ہے۔ بڑے پیر کی مصنوعی
قبر پر رونے والا حاجی۔ نقل روضۂ حسین علیہ السلام پر رونے والا بدعتی
دوستی و دشمنی کی سچی تصویر ملاحظہ فرمایئے
نقل محمل عائشہ۔ قبہ خضرانہ۔ کوہ احد۔ صفا و مروہ اور نقل قبر غوث الاعظم
حسنات و برکات ہو۔ موجب تخفیف عذاب ہو۔ فعل مشروع منصوص
ہو اور تعزیہ امام مظلوم جو نقل روضۂ مقدسہ ہے ناجائز۔ بت پرستی۔
بدعت قرار پائے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔
ڈاکٹر جوزف نے اپنی کتاب اسلام و اسلامیان میں اس حقیقت
پر کیا خوب تبصرہ کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ اس ترقی سے جو اس فرقہ نے
بغیر کسی ظلم کے تھوڑے عرصہ میں کی ہے کہہ سکتے ہیں کہ ایک دو قرن میں
مسلمانوں کے تمام فرقوں سے شمار میں بڑھ جائیں گے اور یہی تعزیہ داری
جس نے اس فرقہ کے ہر فرد کو اپنے مذہب کا مشنری بنا رکھا ہے آج

کی عزاداری نہ کریں۔

واقعی ڈاکٹر جوزف کا یہ خیال حقیقت پر مبنی ہے اور اس عزاداری میں ترقی کا راز پنہاں ہے کیونکہ دنیائے اسلام میں یہ وہ واقعہ گذرا ہے جس نے اسلام کو اس وقت بال بال بچالیا جب اس کی کشتی ورطۂ ہلاکت و ضلالت کے سخت گرداب میں آگئی تھی۔ لیکن درحقیقت جو ہماری ترقی ٹھنڈے دل سے نہیں دیکھ سکتے وہ تعزیہ داری کے متعلق جو کچھ چاہیں کہیں یہ صرف کینہ کوشیوں کا نتیجہ ہے ورنہ اس کو نہ بت پرستی سے تعبیر کر سکتے ہیں نہ بدعت کہہ سکتے ہیں دیکھو کتب اسلامیہ کی ورق گردانی کرو اور انصاف سے کام لو۔

حضرت عائشہ کے بھانجے عروہ جو امام المحدثین میں ہیں ان کے تکیوں پر پرندوں اور انسانوں کی تصویریں تھیں جیسا کہ فتح الباری شاہد ہے حضرت مالک بن انس کی انگوٹھی کے نگینہ پر ایک شیر غراں کی تصویر تھی اگر شک ہو تو اسد الغابہ سے دریافت کرو اور عقل صحیح سے کام لو کہ جب تصویروں کا بنانا جائز ہے تو نقل مزار سبط رسول ص کا بنانا کیونکر ناجائز قرار پاسکتا ہے۔ رہا یہ کہ اس کی تعظیم کرنا اس وجہ سے ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ شعائر خدا میں سے ہیں اور منسوب ہے صاحب عزت

تسکین ہوم کے خلاق عالم اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے ان الصفا والمروہ

من شعائر اللہ یعنی صفا اور مروہ کی پہاڑیاں شعایر خدا میں سے ہیں

بیجاں پہاڑوں کو خدا نے اپنی نشانیوں میں داخل کر کے متبرک اور مقدس

بنادیا صرف اس لئے کہ حج کرنا ایک رکن دین ہے اور حج کرنے والے خدا

کے نیک بندے ہوتے ہیں۔ اس طرح تعزیہ بھی لائق تعظیم وتکریم ہے

اس لئے کہ وہ فرزند رسول کی قبر مطہر سے منسوب ہے جو حضرات تعزیہ کو بدعت

کہتے ہیں وہ نشائے خدا و رسولؐ کی توہین کرتے ہیں۔ کیونکہ شریعت

نبوی میں تغیر کرنے والا بدعتی ہے لیکن جس نے اسلام میں ایک سنّت

حسنہ قائم کی وہ بدعتی نہیں ہوسکتا اگر یہ صحیح مان لیا جائے کہ رسول

کے بعد جو جو فعل وقوع میں آیا بدعت ہے تو مجبوراً جامع القران کا

کلام الہٰی جمع کرنا بھی بدعت ہی کہا جائے گا کیونکہ عہد رسول میں کلام

الہٰی کتابی صورت میں نہیں تھا۔ تعزیہ ہرگز بدعت نہیں ہے کیونکہ یہ مسلمہ ہے

کہ سامان عزا سبب ہیجان گریہ ہو گئے ہیں جیسا کہ حضرت یوسفؑ کی خون

آلود قمیص دیکھکر جناب یعقوبؑ پر گریہ طاری ہوا اور آپ کی آنکھیں بے نور

ہو گئیں حالانکہ وہ جناب یوسف کا خون نہ تھا بلکہ بکری کے بچہ کو ذبح کر کے

اس میں پیراہن یوسف کو ترکیا تھا جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے

جاؤ علی قمیصہ بدم کذب اس سے ثابت ہوا اسباب ہی باعث

اسی طرح خاک تربت حسینؑ کو دیکھکر رسول کا گریہ فرمانا مشکواۃ و

ترمذی وغیرہ میں مذکور ہے پھر اگر آج ہم اسباب عزا مہیا کر کے فرزند رسول

کا ماتم کرتے ہیں تو کون صاحب عقل اسے ممنوع کہہ سکتا ہے. مجالس

عزا جس میں ذکر شہادت حسینؑ ہوتا ہے اور تعزیہ و علم و تابوت و ذوالجناح

یہ سب سامان عزا اور معین بکا ہیں. یہ سامان دیکھکر مظلوم حسینؑ کی یاد تازہ ہوجاتی

ہے اور جن کو حسینؑ سے محبت ہے جنھیں معرفت خدا حاصل ہے ان پر

یہ سامان وھی اثر کرتے ہیں جو رسول پر خاک تربت حسینؑ کے دیدار نے

اور یعقوب پر یوسف کی قمیص خون آلودہ نے اثر کیا یہ سامان عزا اس اسوۂ حسنہ

کی تتبع ہے جس پر انبیائے ماسلف اور جناب خاتم النبیین عامل رہے واضح ہو

کہ غم حسینؑ میں رونا اور تعزیہ داری کرنا مطابق حکم خدا و تاسی انبیائے کرام

کی ہے جو لوگ اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں اون پر یقیناً دشمنان اسلام

ہونے کا جرم عائد ہوتا ہے آج آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے لیکن عنقریب اس

کی حقیقت کھل جائے گی اور وہ خسر الدنیا والاخرہ کے مصداق ہوں گے

قریب یار و ہے روز محشر چھپیگا کشتوں کا خون کیونکر

جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

اس مظلوم و بیگناہ کا خون ناحق ضرور رنگ لائے گا جس نے خنجر اسلام کی

آبپاشی کے لئے اپنا پاک خون پانی کی طرح بہا دیا۔ جس معصوم نے اسلام
کے تن مردہ میں جان ڈال دی اس کے مصائب کو یاد کر کے رونا ضرور
موجب رضائے الٰہی ہوگا اس کی یادگار قائم کرنا خوشنودی رسول کا باعث
ہوگا ہم پر اوس نے وہ احسانات کئے ہیں کہ اگر ہم روتے روتے مر جائیں
جب بھی اس کے حق سے سبکدوش نہیں ہو سکتے بے شک اوس نے
ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہم ہرگز فراموش نہیں کر سکتے۔ ہم مٹ چکے تھے۔
ہم فنا ہو گئے تھے مگر اس نے دوبارہ حیات بخشی ہم حسینؑ کا شکریہ ادا کرتے
ہیں۔ وہ حسینؑ جس کے ماتم میں ایمان والے سیاہ پوش نظر آتے ہیں
وہ حسینؑ جس کا تعزیہ گھر گھر رکھا ہوا ہے۔ وہ حسینؑ جس نے اعلائے
کلمہ حق کے لئے تین دن بھوکا پیاسا رہنا گوارہ کیا۔ وہ حسینؑ جس نے دین اسلام
کی روحانیت کو چمکانے کے لئے نہ صرف اپنی جان دی بلکہ اپنا تمام گھر
قربان کر دیا تاکہ دنیا یہ محبّت قائم نہ کرے کہ فرزند رسول نے جس کے ہاتھ
پر بیعت کر لی اوس کی اطاعت میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔ وہ حسینؑ جس نے
ہندہ جگر خوارہ کے پوتے کی بیعت کو حفظ اسلام کے لئے نہایت
بری نگاہ سے دیکھا اور اپنی جان کی پرواہ نہ کر کے اسلام کو دنیا میں باقی
رکھا اور اس قابل کر دیا کہ اسلام دوسرے مذاہب پر فخر کر سکے۔
آج اگر ہم اس کے احسانات کو فراموش کر دیں تو روز قیامت رسول

داورِ محشر جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ یقیناً جس
طرح قاتلانِ حسینؑ اس غیبی شعر کے مطابق شفاعت رسولؐ سے محروم ہیں
ہم کبھی محروم رہیں گے ۔

اترجو امۃ قتلت حسینا — شفاعۃ جدہ یوم الحساب

یعنی اسی طرح مانعینِ عزا و مخالفین یادگارِ حسینی رسول اللہ سے شفاعت کی
امید نہ رکھیں کیونکہ یہ مخالفت کوئی معمولی بات نہیں ہے یہ رسول اللہ پر
ظلم کرنا ہے اور ظالموں کی بازگشت بری ہے وسیعلم الذین ظلموا ایّ
منقلب ینقلبون ۔

# فضیلتِ علم

دنیا ہزار پلٹے کھائے۔ انسانوں کی عمریں تمام ہو جائیں مگر اس
باب العلم کے فرزند کے علم کا احاطہ ممکن نہیں۔ بشر عاجز۔ ملائکہ قاصر جملہ
مخلوقات مجبور کسی کی طاقت نہیں کہ حسینی علم کا اندازہ کر سکے۔ یہ ایک
مسلمہ امر ہے کہ تعریف وہی ہے جس کے دشمن بھی معترف ہوں۔
میں اس وقت معزز ناظرین کے سامنے تفسیر کبیر کا ایک واقعہ گذشتہ

قرطاس میں زیور الفاظ سے آراستہ کر کے پیش کرتا ہوں۔ علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں۔ اعرابی قصد الحسین بن علیؑ فسلم علیہ و سالہ حاجۃ و قال سمعت جدک یقول اذا سالتم حاجۃ فاسئلوھا من احد اربعۃ اما عربی شریف او مولی کریم او حامل القرآن الخ۔ ایک اعرابی خدمت جناب امام حسین علیہ السلام میں حاضر ہو کر آداب سلام بجالایا اور اپنی حاجت کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔

**اعرابی**۔ یا ابن رسول اللہ میں نے آپ کے جد بزرگوار کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر اپنی حاجت کا سوال کرو تو چار شخصوں کے سوا کسی سے نہ کرو۔

**حسینؑ**۔ اس کی تفصیل بیان کرو

**اعرابی**۔ کسی شریف عرب سے یا مولائے کریم سے یا حامل قرآن سے یا کسی خوبصورت سے

**حسینؑ**۔ ہاں اے شخص نانا جان نے یہ سچ فرمایا ہے

**اعرابی**۔ اے فرزند رسول آپ کی شرافت کے متعلق تو یہی کافی ہے کہ عرب کو آپ ہی کے نانا کے فیض سے شرافت حاصل ہوئی۔ کرم آپ کی عادت و سیرت ہے اور حامل قرآن آپ سے بڑھکر کون ہو سکتا ہے جب کہ قرآن آپ ہی کے گھر میں نازل ہوا۔ لہذا آپ کے حسن و جاہت کے متعلق

تو میں نے رسول اللہ سے سنا کہ فرماتے ہیں اگر میری زیارت کے مشتاق ہو

توحسنینؑ کے جمال جہاں آرا پر نظر کرو

**حسینؑ**۔ تو اپنی حاجت بیان کر

**اعرابی**۔ (اپنی حاجت زمین پر رکھ دیتا ہے)

**حسینؑ**۔ میں نے اپنے پدر بزرگوار سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے قیمۃ کل امرء ما یحسنہ ہر شخص کی قدر منزلت اس کے کردار کے موافق ہے اور میرے نانا کا ارشاد ہے المعروف بقدر المعرفۃ احسان و نیکی بقدر معرفت کرنا چاہئے لہذا میں تجھ سے تین سوال کرتا ہوں اگر تو نے ان میں سے ایک سوال کا جواب درست دیا تو جو کچھ میرے پاس ہے اس میں سے ایک ثلث تجھ کو دے دونگا اور اگر دو مسئلوں کا جواب دیا تو دو ثلث اور اگر سب مسئلونکا جواب دے گا تو سب دے دونگا۔ دیکھ یہ تھیلی مہر کی ہوئی عراق سے آئی ہے

**اعرابی**۔ اے مولا وہ کیا سوال ہیں

**حسینؑ**۔ سب سے بہتر کونسا عمل ہے؟

**اعرابی**۔ خدا پر ایمان لانا۔

**حسینؑ**۔ انسان کو ہلاکت سے کیونکر نجات مل سکتی ہے۔

**اعرابی**۔ خدا پر بھروسہ کرنے سے۔

حسینؑ۔ کون سی شے انسان کو زینت دیتی ہے۔

اعرابی۔ وہ علم جس کے ساتھ حلم ہو۔

حسینؑ۔ اگر یہ نہ ہو تو کیا چیز انسان کو زینت دے سکتی ہے۔

اعرابی۔ پھر ایسا مال ہو جس کے ساتھ کرم بھی ہو۔

حسینؑ۔ اگر یہ بھی نہ ہو!

اعرابی۔ پھر فقر کے ساتھ صبر ہو۔

حسینؑ۔ اگر یہ بھی نہ ہو!

اعرابی۔ اگر یہ بھی نہ ہو چاہیئے کہ آسمان سے صاعقہ گرے اور اس کو جلا کر خاکستر کردے۔

یہ سن کر امام نے تبسّم فرمایا اور وہ سرِ بمہر تھیلی اس اعرابی کی طرف پھینکدی۔

اب ایک واقعہ اور لکھتا ہوں جس سے آپ کی حاضر جوابی اور علم پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

ابو سلمہ ناقل ہیں کہ ایک سال میں حج کو گیا حضرت عمر بھی ساتھ تھے بمقام البطح میں ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی اوس نے حضرت عمر سے یہ مسئلہ دریافت کیا۔

اعرابی۔ خلافت مآب میں نے حج کا احرام باندھ چکا تھا اوسی حالت میں چند انڈے مجھے شتر مرغ کے ملے میں نے اونہیں اوٹھایا اور بریاں کر کے نوش کر لیا اب

بتائیے مجھے کیا کرنا چاہیے۔

**عمر**۔ مجھے تو اس مسئلہ کی بابت کچھ یاد نہیں۔ مگر تم توقف کرو شاید کوئی اصحاب رسول میں سے آجائے اور تیرے دامن کو در مقصود سے بھر دے۔ ہاں وہ دیکھو علی ابن ابی طالب معہ فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام تشریف لا رہے ہیں ان سے دریافت کر لو

**اعرابی** (حضرت علیؑ سے) یا حضرت کیا آپ میرے سوال کا جواب مرحمت فرمائیں گے۔!

**علیؑ**۔ (بیٹے کی طرف اشارہ کر کے) ان سے پوچھ لو۔

**اعرابی** (جھلا کر) واہ جس سے بھی پوچھتا ہوں وہ دوسرے پر ٹال دیتا ہے یہ کیا بات ہے

**حاضرین**۔ ارے یہ فرزند رسول ہیں ان سے ضرور دریافت کر

**حسینؑ** (اعرابی کا مسئلہ سن کر) کیا تیرے پاس کچھ اونٹ بھی ہیں

**اعرابی**۔ جی ہاں اونٹ ہیں

**حسینؑ**۔ اچھا جتنے انڈے تو نے کھائے ہیں اتنے ہی ناقوں کو لیکر ان پر نر چھوڑ دے بعد حمل جو بچے پیدا ہوں انہیں بیت اللہ کے لئے ہدیہ کر۔

**عمر**۔ اے حسینؑ اونٹنیوں کا اسقاط حمل بھی تو ہو جاتا ہے

**حسینؑ۔** اے عمر انڈے بھی تو گندے ہو جاتے ہیں۔

**عمر۔** بیشک آپ نے سچ فرمایا۔

**علیؑ۔** (فرزند کو سینہ سے لگا کر) ذریۃ بعضہا من بعض واللہ سمیعٌ علیم۔

# علم ما فی الضمیر

ایک اعرابی نے آپ کی خدمت میں آنے کا قصد کیا کہ میں امتحان لوں اور فرزند رسول کے ان کمالات کی آزمائش کروں جو حلقہ عالم میں گردش کر رہے ہیں لیکن قبل حضوری اوس نے اپنے آپ کو جنب کیا اور بحالت نجاست دربار میں جا پہونچا۔ آپ نے فوراً ٹوک دیا۔

**حسینؑ۔** اے بے حیا تجھے شرم نہیں آتی کہ حالت جنابت میں امام کے پاس آتا ہے

**اعرابی۔** اے حامل علوم ربانی میرے حاضر ہونے کی غرض حاصل ہو گئی اس کے بعد وہ باہر گیا اور غسل کرنے کے بعد حاضر خدمت

ہو کر چند ضروری باتیں دریافت کیں۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ اصبغ بن نباتہ خدمت فرزند امیر المومنین میں حاضر ہوا اور عرض کی

**اصبغ**۔ یا حضرت میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں حالانکہ مجھے اس کا یقین ہے کہ یہ راز آپ کے پاس ودیعت ہے

**حسینؑ**۔ کیا تو چاہتا ہے کہ رسول کی زیارت کرے اور مسجد قبا میں ان کو علیؑ سے باتیں کرتے ہوئے دیکھے۔

**اصبغ**۔ جی ہاں میرا یہی مطلب ہے۔

**حسینؑ**۔ اچھا اوٹھو میں تمہیں زیارت کرا دیتا ہوں۔

یہ فرما کر حضرت اصبغ کو لئے ہوئے چلے ابھی حدود کوفہ سے باہر نہ نکلے تھے کہ سامنے مسجد قبا نظر آئی اصبغ کے چہرے سے آثار تحیّر نمایاں ہوئے آپ اس کی صورت دیکھ کے متبسم ہوے

**حسینؑ**۔ اے اصبغ خداوند عالم نے حضرت سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کیا تھا جس کی وجہ سے صبح و شام ایک ایک مہینہ کی راہ طے کرتے تھے مگر آگاہ ہو کہ خدا نے مجھ کو ان سے زیادہ شرف عنایت کیا ہے

**اصبغ**۔ یا حضرت آپ کا ارشاد بجا اور درست ہے

**حسینؑ** - پروردگار عالم نے ہمیں علم قرآن عطا فرمایا ہے - جو رموز کتاب اللہ میں پنہاں ہیں ہم اون کے جاننے والے ہیں جس قدر رموز و اسرار ہمارے پاس ہیں وہ کسی کے پاس نہیں ہمارے ہی پاس اسرار خدا امانت ہیں ہم وارث رسول اللہ ہیں -

**اصبغ** - الحمد للہ

**حسینؑ** - اچھا اب مسجد میں چلو -

اصبغ داخل مسجد ہوا کیا دیکھتا ہے کہ رسول اللہ مسجد میں ردا اوڑھے ہوئے بیٹھے ہیں اور امیر المومنین بھی موجود ہیں - رسول اللہ دانتوں تلے اونگلیاں دبا کر فرماتے ہیں -

**رسول اللہ** - اے اصبغ تم نے اور تمہارے اصحاب نے میرے بعد بہت سی برائیاں کیں خدا تم لوگوں پر لعنت کرے اور میری لعنت بھی تم لوگوں پر ہو (خرائج الجرائح)

# علم منطق الطیر

جب آپ عالم علوم ربانی تھے تو پھر کسی علم سے واقف نہ ہونا کیا

پہچانتے تھے۔ اور اس کے تمام رموز و نکات بیان کر دیتے تھے۔ تفسیر ثعلبی
شاہد ہے کہ امام حسینؑ نے گدھ۔ کوا۔ جنڈول۔ ابابیل کی آوازوں
کی تشریح کی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جب گدھ بلند آواز سے
بولتا ہے تو اوس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اے انسان جب تک تیرا جی
چاہے دنیا میں جیتا رہ مگر انجام کار اس کا موت ہی ہے۔ اور جب کوا
بلند آواز سے بولتا ہے تو اوس کا یہ منشا ہوتا ہے اِنَّ فی البعد من
الناس انس۔ آدمیوں سے دور ہی بھاگنا مرغوب ہے۔ اور جنڈول کہتا
ہے المعن منغض آل محمد خدایا دشمنان آل محمدؐ کو اپنی رحمت سے دور رکھ
اور ابابیل کی یہ صدا ہے، الحمد للہ رب العالمین (آخر سورہ تک) اور
لفظ ضالین پر اس طرح مد دیتا ہے جس طرح کوئی قاری۔

# عبادت

اشہب قلم میں کہاں یہ طاقت ہے کہ وادئ عبادت حسینی کو طے کر سکے
آپ کی عبادت کا ذکر کرنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ آپ اوس رسول
برحق کے قدم بہ قدم چلنے والے ہیں جس نے اس کثرت سے عبادت کی

کہ خداوند عالم کو یہ کہنے کی ضرورت پڑی طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ۔ اے طیب وطاہر ہم نے تم پر قرآن اس لئے نہیں نازل کیا ہے کہ اپنے اوپر تنگی کرو۔

آپ اوس بزرگوار کے فرزند ہیں جن کی نسبت روایات صحیحہ شاہد ہیں کہ ہر شب اہل ہمسایہ پانچ سو تکبیرۃ الاحرام کی آواز سنتے تھے۔ آپ صغر سنی ہی سے عبادت الٰہیہ کا شوق رکھتے تھے۔ مناقب ابن شہر آشوب میں ہے کہ حفص بن غیاثؒ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نماز کے لئے کھڑے ہوئے امام حسینؑ بھی زینت افزائے پہلوئے رسول ہوئے رسول نے تکبیر کہی حسینؑ نے نانا کی پیروی کی مگر حروف تکبیر بوجہ صغر سنی اچھی طرح ادا نہیں ہوئے یہاں تک کہ رسالت مآب نے سات مرتبہ تکبیر کہی اور جب ساتویں مرتبہ الفاظ درست ہوئے اوس وقت آپ نماز میں مشغول ہوئے۔ آپ کی عبادت پر واقعات شب عاشورہ شاہد ہیں۔ آپ نے محض عبادت خدا کے لئے ایک شب کی مہلت لی حالانکہ یہ وہ اہم وقت تھا جب مظلوم امام کو دنیا کے تمام مصائب گھیرے ہوئے تھے۔ ان مواقع پر انسانی فطرت کا تقاضہ ہے کہ حواس درست نہ رہیں مگر آپ کو اگر خیال ہے تو حمایت مذہب حقہ کا اگر دھن ہے تو تلاوت کلام الٰہی کی اگر شوق ہے تو عبادت خدا کا اگر اشتیاق ہے تو زیارت رسول اللہ کا اگر عشق ہے تو لقائے اللہ کا ایک مرتبہ آپ نے عنان سخن جناب عباس کی طرف پھیری

حسینؑ۔ اے قوت بازو ان ملاعین سے دریافت کرو کہ اس تعجیل کا کیا سبب ہے؟۔

عباسؑ (بیس سواروں سمیت لشکر یزید کے مقابل آکر) اے گروہ نابکار اسوقت فوج کشی سے کیا مطلب ہے؟

لشکر مخالف۔ امیر کا حکم ہے کہ اسی وقت حسینؑ سے لڑو یا ان سے اقرار بیعت لو

عباس علؑ (خدمت امام میں حاضر ہو کر) مولا و آقا وہ لوگ مہلت دینے رضامند نہیں ہوتے۔

حسینؑ۔ ارجع علیہم فان استطعت ان تؤخرھم وتدفعھم عنا العشیۃ لعلنا نصلی للہ وندعوہ ونستغفرہ فھو یعلم انی قد احبّ الصلوٰۃ لہ وتلاوۃ کتابہ وکثرۃ الدعاء والاستغفار۔ پھر جاؤ ان کے پاس اور اگر تم سے ہو سکے تو انہیں شب بھر لڑائی کے لئے باز رکھو تاکہ ہم اس شب میں نمازیں پڑھ لیں دعاؤ استغفار کر لیں کیونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ میں اس کی نماز اور تلاوت قرآن اور دعاؤ استغفار کو بہت پسند کرتا ہوں

جناب عباسؑ نے مظلوم کربلا کا یہ پیغام عمر سعد تک پہونچایا۔ شمر نے انکار کیا مگر عمر بن حجاج کے اصرار پر عمر سعد نے ایک شب

کی مہلت دی اس موقع پر عموماً کتب مقاتل شہادت دیتی ہیں بات الحسین

علیہ السلام اصحابہ بین راکع و ساجد و قائم و قاعد لھم دوی

کدوی النحل ۔ اس شب کو امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کی یہ حالت

تھی کہ کوئی رکوع میں تھا کوئی سجدے میں۔ کوئی نماز میں کھڑا تھا کوئی قعود میں تھا

اور یاد خدا میں ان کی آوازیں یوں بلند تھیں جس طرح آواز مگس شہد

اس سے زیادہ سخت وقت آیا۔ لشکر دونوں طرف سے آمادۂ جنگ ہے۔

نصف سے زائد جان نثار حسینی حق وفاداری ادا کر کے ساکن جنت ہو چکے تھے

کچھ زخمی انصار ساتھ ہیں جو اپنے آقا کی حمایت میں شمشیر بہ قبضہ نظر آرہے

ہیں۔ نماز ظہر کا وقت آجاتا ہے

**ابو ثمامہ صیداوی**۔ اے فرزند رسول یہ ٹھیک وقت نماز ظہر کا ہے ہماری

تمنا ہے کہ یہ آخری نماز حضور کے سامنے بجماعت پڑھ لیں

**حسینؑ**۔ قد ذکرت الصلوٰۃ جعلک اللہ من المصلّین نعم ھذا اوّل وقتھا

ہاں اے ابو ثمامہ یہ اول وقت نماز ظہر کا ہے۔ تم نے ایسے وقت میں

نماز کو یاد رکھا خدا تمہیں نماز گذاروں میں داخل کرے، اس کے بعد

آپ فوج سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں اے عمر سعد کیا تو اسلامی

شریعتوں کو بھول گیا۔ کیا تو اتنی دیر توقف نہ کریگا کہ ہم اپنے پاک معبود کی عبادت

کرلیں؟ فوج مخالف سے جواب نہ ملنے پر امام علیہ السلام زہیر ابن قین

[illegible]

نماز بصورت خوف ادا ہوئی کیونکہ اشقیا کو مہلت ناگوار تھی وہ لڑائی پر تلے ہوئے تھے۔ ادھر حسینؑ کی نماز ختم ہوئی ادھر سینہ پر تیروں کو روکنے والا صحابی جان بحق تسلیم ہوا یا لیتنی کنت معکم فافوز فوزاً عظیما۔ مگر آہ حسینؑ کی نماز اپنی آپ ہی نظیر ہے جسم تیروں سے غربال۔ قاتل سر تسلیم کرنے پر تیار۔ اس حالت میں بھی معبود حقیقی کی عبادت پر آمادہ ہوئے لیکن آہ آہ ابھی پہلی رکعت ختم کر کے سجدہ میں جھکے تھے کہ شمر ملعون اس امر عظیم کا مرتکب ہوا جس کے بیان کا یارہ نہیں۔ جس زبان پر ابھی سبحان ربی الاعلیٰ کی صدا جاری تھی کچھ دیر بعد بالائے نیزہ وہ مقدس زبان بہ اعجاز اس طرح ذکر الٰہی میں مصروف ہوتی ہے

ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من ایاتنا عجباً

# تطہیر اہلبیت

ظلم وستم کی آندھیاں چلیں۔ جور وجفا کے سیاہ بادل سرزمین کربلا پر چھا گئے۔ مظالم کی بجلیاں چمکیں۔ تیروں کے مینہ برسے اور چراغ مزار

مصطفوی عصر کے وقت قتل ہو گیا۔ زمانے میں تاریکی چھائی۔ فرات کا پانی نیزوں اوچھلنے لگا۔ تارے آپس میں ٹکرانے لگے فاطمہ زہرا کا چاند گہن میں آگیا۔ جیسا کہ ایک معظمہ کے شعر سے ظاہر ہے ؎

یا ھلالاً لمّا استتم کمالاً — غالہٗ خسفہٗ فابدیٰ غروباً

یہ سوگوار بہن اس چاند پر فدا ہو جائے جو ابھی ماہ کامل نہ ہوا تھا کہ دفعتاً اوسے گہن لگ گیا۔ وہ سنسان جنگل۔ وہ اندھیری رات۔ اور اہلبیتؑ رسول بے والی و وارث ایک جلے ہوئے خیمہ میں نظر بند، خدا جانے یہ رات کس کرب و بے چینی اور اضطراب میں بسر ہوئی۔ آثار سحر نمودار ہوئے اودھر شمس فلک اہلبیتؑ رسول کو نور الہی کا پرسا دینے کے لئے یا اہلبیت کرام کے رخصتی سلام کو لرزہ بر اندام ظاہر ہوا۔ ادھر یہ لٹا ہوا قافلہ ایک بیمار و علیل کی سارہ بانی میں جانب کوفہ روانہ ہوا۔ تاریخ کامل جلد چہارم صفحہ ۳۴ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس وقت ابن زیاد بدنہاد نے اس قافلہ کو معہ سرہائے شہدا یزید کے پاس روانہ کیا اور یہ لشکر مقام تکریت میں پہونچا تو وہاں کا حاکم پیشوائی کے لئے نکلا۔ جب نصاریٰ نے یہ سنا کہ حسینؑ فرزند رسول کا سر ہے تو اونہوں نے بغرض تعظیم ناقوس بجانا شروع کیا اور کہا خداوندا اس قوم پر لعنت کر جس نے اپنے رسول کے نواسہ کو قتل کیا۔ صاحب نور العین فی مشہد الحسینؑ۔

[illegible]

کے حاکم نے شہر کے دروازے بند کر دیے تاکہ میرے شہر میں اہلبیتؑ رسول کی تشہیر نہ ہو

الغرض لشکر یزید مدینہ نعمان ہوتا ہوا شیراز میں پہونچا باشندگان شیراز اس لشکر سے مقابل ہوئے طرفین سے تلواریں چلیں۔ جناب ام کلثوم نے شیراز کے حق میں دعا فرمائی کہ خدایا اس کے چشمہ کو شیریں اور غلہ میں ارزانی کر اور اس کو ظالموں کے ظلم سے امان میں رکھ۔ جس وقت یہ قافلہ صومعۃ الراہب میں پہونچا راہب نے امام حسین علیہ السلام کا نام دریافت کیا اور فرط الم سے غش کھا کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا کہ راہبوں نے جو خبر دی تھی وہ صادق ہوئی اونھوں نے کہا تھا کہ اسی مہینہ میں ایک پیغمبر اور اس کا وصی قتل ہوگا۔ بعد ازاں وہ راہب سردار لشکر (خولی) حامل سر اقدس کے قریب پہونچا۔

**راہب**۔ اے سردار لشکر مجھے یک شب کے لئے سر حسینؑ ابن علی عنایت کر کل ہی میں واپس کر دونگا

**خولی**۔ یہ نہیں ہو سکتا

**راہب**۔ کیوں؟

**خولی**۔ یہ سر یزید کے پاس جائے گا ایسا نہ ہو کہ تجھے دیدوں اور

پھر میرے ہاتھ نہ آئے

**راہب۔** تم بالکل اطمینان رکھو میں اپنی جان سے زیادہ اس کی حفاظت کروں گا اور صبح ہوتے ہی واپس کردوں گا۔

**خولی۔** اچھا منظور ہے مگر یہ تو بتلاؤ کہ کیا انعام دیتے ہو۔

**راہب۔** لو یہ دس ہزار درہم حاضر ہیں۔

**خولی۔** اچھا لے جاؤ مگر سویرے واپس لانا۔

**راہب۔** بہت خوب۔

راہب نے اوس سر انور کو بوسہ دیا اور کہا خدا آپ کے قاتل پر لعنت کرے افسوس ہے کہ ہم آپ کی نصرت میں شہید نہیں ہوے مگر اے میرے مظلوم آقا اپنے نانا اور خدا کے برگزیدہ رسول سے میرا سلام عرض کرنا۔ میں مسلمان ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ خدا واحد و لاشریک ہے اور محمدؐ اس کا سچا رسول ہے یہ کہکر راہب نے سر اقدس کو خوشبو سے معطر کیا اور حسب وعدہ صبح کو خولی کے حوالے کردیا۔

خولی ملعون نے اوس ہزار درہم کو جو راہب سے لیا تھا فوج پر تقسیم کرنا چاہا اسوقت کیا دیکھتا ہے کہ وہ تمام پتھر کے ٹکڑے ہیں اور ہر ایک پر یہ عبارت کندہ ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔ خولی نے ان سنگریزوں کو پھینک دیا اور لشکر کو تاکید کی کہ یہ راز فاش نہ ہونے پائے۔

اب آگے ۔ یہ واقعات لکھتے ہوئے قلم کا سینہ چاک ہوا جاتا ہے
آہ جب یہ قافلہ وارد سرزمین دمشق ہوا اور اس کوٹھے کے سامنے سے جانے لگا جس پر چند عورتیں بیٹھی تھیں دفعتاً ایک سفید بالوں والی ضعیفہ نے ایک پتھر اوٹھا کر سر سید الشہدا کی طرف پھینکا ۔ غم نصیب بہن جناب اُم کلثوم کے دل پر ایک چوٹ لگی ۔ ہاتھ بددعا کے لئے بلند ہو گئے ۔ ابو تراب کی بیٹی کے ہاتھوں کا اٹھنا تھا کہ وہ کوٹھا فوراً گر گیا اور وہ تمام عورتیں ہلاک ہو گئیں ۔ اس کے بعد حسینی قافلہ لشکر یزید کی سرکردگی میں وارد فرادیس ہوا جہاں امام کا سر مبارک نیزہ سے زمین پر آرہا اور اس مقام پر مسجد تعمیر کی گئی ۔ آہ اب وہ منظر رونما ہوا جس کے خیال سے تصور کی آنکھیں بند ہوئی جاتی ہیں ۔ کلیجہ پھٹا جاتا ہے ۔ سنگدل بے حمیت اور بھیڑیا نما لشکر اس قافلہ کو لئے ہوئے باب الفطر میں پہونچا ۔ اہلبیتؑ رسول ننگے سر اور فرق ہائے شہدا نیزوں پر ۔ تماشائیوں کا ہجوم بڑھتا گیا ۔ یزید نے داخلہ کا حکم دیا اہلبیتؑ رسول داخل دربار ہوئے ۔ پیغمبر اسلام کے نواسہ کا سر بریدہ ایک چاندی کے لگن میں رکھ کر یزید کے روبرو رکھا گیا ۔ جناب زینبؑ نے کچھ اس درد سے نوحہ کیا کہ حاضرین محلس بیتاب ہو کر رونے لگے ۔ یزید نے دست نجس بڑھایا اور سر اقدس سے رومال اوٹھایا سر حسینؑ سے ایسا نور ساطع ہوا کہ

اہل دربار کے دل خوف سے لرز اوٹھے۔ یہ منظر دیکھکر یزید کا طبیب جس کا نام جالوت یہودی تھا اپنے مقام سے بیتابانہ اوٹھا زبان پر کلمۂ شہادت اور ہاتھ قبضۂ شمشیر پر۔ اس کے بگڑے ہوے تیور شجاعت کی شہادت دے رہے تھے وہ چاہتا تھا کہ پسر معاویہ کا خاتمہ کردوں مگر حاضرین دربار نے یزید کو بچالیا اور وہ یزید کے حکم سے قتل کرڈالا گیا۔ اِنّا لِلّٰہ و اِنّا اِلیہ راجعون۔

**سرِ حسینؑ**۔ اے ملعون اگر تو آتش دنیا سے بچ گیا تو آخرت کی آگ سے بھاگ کر کہاں جائے گا وہی آگ روز قیامت تیری قیام گاہ ہوگی۔

یہ سن کر اہل دربار خائف ہوکر سروں پر لمانچے مارنے لگے۔ ایک عورت آگے بڑھی اور یزید سے کہنے لگی

**عورت**۔ اے یزید آج شب کو میں نے ایک خواب دیکھا ہے

**یزید**۔ اچھا بیان کرو۔

**عورت**۔ میں نے دیکھا ہے کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور پانچ فرشتے اترے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم بحکم خدا قصر یزید کو جلا کر راکھ کردیں گے۔

**یزید**۔ ایں ہماری نعمت پروردہ ہوکر ایسا کلام کرتی ہے۔ تجھے ہم قتل کرادیں گے۔

**عورت**۔ اے یزید میں کون سا کام کروں کہ قتل سے امان پاؤں۔

**یزید**۔ ممبر پر جا کر حضرت علیؑ پر سب وشتم کر۔

وہ عورت زینت افزائے ممبر ہوئی۔ فضایل ومناقب اہلبیت کے دریا بہائے۔ یزید اور اوس کے تمام خاندان کو نشانۂ تیر لعن بنایا۔ آخر کار وہ عورت قتل کر دی گئی۔

ابو اسحاق اسفرائنی نے یہ بھی لکھا ہے کہ دوران تشہیر میں امام حسینؑ کے سر مبارک سے ہزار معجزات ظہور میں آئے جو کتب تواریخ میں درج ہیں بخوف طوالت صرف ایک واقعہ ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں

**ایک یہودی**۔ سر حسینؑ سے مخاطب ہو کر) یا ابن رسول اللہ اشفع لی عند جدک۔ اے فرزند رسول اپنے مقدس نانا سے میری شفاعت کی سفارش کیجئے۔

**سر حسینؑ**۔ میری سفارش صرف مسلمانوں کے لئے ہے۔

**یہودی**۔ میں مسلمان ہوتا ہوں اشہد ان لا اِلٰہ الا اللہ و محمد رسول اللہ علی ولی اللہ۔

**سر حسینؑ**۔ میں تجھے جنت کی بشارت دیتا ہوں۔

# شبیہ ذوالجناح

واضح ہو کہ بہترین شے اعمال روز عاشورہ میں ذوالجناح کا نکالنا ہے

اس کی ایک صورت اصلیہ واقعہ روز عاشورہ موجود ہے کہ ذوالجناح خبر

شہادت سید الشہداء الیکر حاضر خیام حسینی ہوا۔ ذوالجناح کے ساتھ

ہماری صورت ایسی ہونی چاہئے کہ جو لوگ بغرض سیر و تماشا آئیں وہ بھی

متاثر ہوں۔ ذوالجناح کا جواز قرآن مجید سے ثابت ہے۔ خباب رب العزت

فرماتا ہے یعملون لہ ما یشاء من محاریب و تماثیل و جفان کالجواب

وقدور راسیات۔ بنی جان حضرت سلیمان کو محراب ہائے عبادت

سابقین اور ان کی تمثال بنا کر دیا کرتے تھے اور حضرت سلیمان بہ

نظر تذکر بنوایا کرتے تھے۔ اس آیت سے صاف صاف ظاہر ہوتا

ہے کہ بغرض تذکر تمثال وغیرہ بنوانا جائز ہے اور فعل پیغمبر ہے۔

لہذا بہ نظر تذکر ذوالجناح بنانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ

ہم اسے عبادت کے لئے نہیں بناتے بلکہ مقصود صرف یہی ہے کہ یاد

تازہ ہو اور ہماری توجہ واقعہ کربلا کی طرف مبذول ہو جائے اور

اوس خونی منظر کی تصویر ہماری نگاہوں میں پھر جائے۔ ہاں خداوند

عالم نے بت پرستوں کی البتہ مذمت کی ہے کیونکہ وہ نقش تماثیل و تصاویر کو
صاحب اثر جانتے ہیں جو فعل حرام ہے مگر ہماری غرض تو صرف واقعہ کربلا کی
یاددہانی ہے۔ اور جب محض بغرض تذکر ہو تو جائز ہے۔ اور اس کی تنظیم میں بھی کوئی
ہرج نہیں۔ صاحب خیر و برکت اشیا کی تعظیم جائز ہے دیکھو قران ساشاہد عادل
اس کی شہادت دے رہا ہے ومن تعظیم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب
شعایر اللہ کی تعظیم دلی تقوے کی نشانی ہے۔ ہاں تنظیم کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اس کو سجدہ
کیا جائے بلکہ تعظیم کے یہ معنی ہیں کہ شعایر اللہ کو دیکھکر خدا کو یاد کریں۔ ہر شے کی تعظیم اس
کی عظمت کے بموافق ہوتی ہے۔ مسجد کی تنظیم یہ ہے کہ اسے پاک و صاف رکھیں اور
اس میں عبادت خدا بجالائیں۔ ان اشیاء متبرکہ کو مس کرنا اور بوسہ دینا بھی نا
مشروع نہیں ہے جناب رسالتمآب عموماً صبح کو اصطبل میں تشریف لیجاتے تھے اور
گھوڑوں کی پیشانی پر ہاتھ پھیر کر فرماتے تھے الخیل معقود بنواصیہا الخیر الی یوم القیامۃ
گھوڑوں کی پیشانی سے تاقیامت خیر وابستہ ہے۔ ارباب فہم و دانش سے یہ امر پوشیدہ
نہیں کہ بوسہ دینا یا تو فرط محبت میں ہوتا ہے جس طرح ماں باپ اپنے فرزند کا منہ چوم
لیتے ہیں حالانکہ اس کی تعظیم نہیں کرتے بلکہ یہ مقتضائے محبت ہے۔ یا بعض اوقات
تبرکاً بوسہ دیا جاتا ہے جس طرح قرآن اور جلد قران کو بوسہ دیتے ہیں۔ قران کی جلد
معمولی چمڑہ کی ہوتی ہے مگر قران کے اتصال سے وہ متبرک ہے اور مس کرنا
اور بوسہ دینا مستحب ہے۔ اور اشیا متبرکہ ایک اثر بھی رکھتی ہیں۔ قصہ سامری پر

ایک نظر ڈالو۔ سامری قوم فرعون سے تھا جب اس قوم کے غرق ہونے اور بنی اسرائیل کو دریا سے گذر جانے کا حکم ہوا اسوقت ایک سوار بنی اسرائیل کے آگے آگے چلنے لگا تاکہ وہ خائف نہوں۔ سامری نے دیکھا کہ اس سوار کے سموں کی خاک متحرک ہے اس نے خیال کیا کہ اس میں کوئی راز ہے اور کچھ خاک اوٹھاکر اپنے پاس رکھ لی۔ بنی اسرائیل دریا سے گذر گئے اور جب اس کے نفس نے بہکایا تو اوس نے حضرت موسیٰ کی غیبت میں ایک سونے کا بچھڑا بنایا اس میں وہ خاک ڈال دی۔ اس سے ایک آواز پیدا ہوئی جب اس سے سبب دریافت کیا گیا تو اوس نے جواب دیا قبضت قبضۃً من اثر الرسول میں نے رسول (جبرئیل سے مراد ہی) کے گھوڑے کی نشان قدم کی خاک ایک مشت اوٹھائی تھی اوس کو ڈالتے ہی یہ بولنے لگا۔

حاصل مطلب یہ کہ خاک اسپ جبرئیل کا یہ اثر کہ دھات کا جسم بولنے لگا معلوم ہوا کہ باخیر و برکت شے سے جو شے ملحق ہوتی ہے وہ بھی متبرک اور صاحب اثر ہوتی ہے۔ صاحبان انصاف بتلائیں کہ جب جبرئیل کے گھوڑے کے قدم کی خاک میں یہ اثر ہے تو کیا قدم ذوالجناح میں اثر ہوگا جو رسول اللہ کا گھوڑا ہے جسکا اصل نام مرتجز ہے۔ اسی نے امام مظلوم کی سنانی الجرم تک پہونچائی اور اس واقعہ کی یاددہانی کے لئے ہم ذوالجناح کی شبیہ بناتے ہیں جو کسی طرح ممنوع نہیں"

# خاکِ شفا پر سجدہ

یوں تو خاک پر سجدہ کرنا اسلامی مذہب میں جائز ہے مگر خاک شفا کی تخصیص

ظلم کیا گیا جبکہ وہ اس خاک پر خدائے وحدہٗ لاشریک کے سجدے کیلئے جھکا تھا جس نے خدا کی عبادت تلواروں کی چھاؤں میں کی۔ اور ثابت کردیا کہ اوس پاک و بے نیاز معبود کی عبادت کسقدر اہمیت رکھتی ہے کہ بدن زخمی ہو دل بے قابو ہو زخم سے خون جاری ہو مگر خدا کی عبادت سے غافل نہونا چاہئے۔ ایسے عابد کی خاک مدفن ہمارے سامنے خدا کی سچی توحید کا تصور پیدا کردیتی ہے۔ اور خالص عبادت سید الشہدا کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے جو لعبید از ثواب نہیں۔ اس خاک کو معبود سمجھکر ہرگز سجدہ نہیں کیا جاتا بلکہ اس خاک پر خدا کا سجدہ کیا جاتا ہے۔ واقعی خدا کے سوا کسی کا سجدہ کرنا جائز نہیں ہے مگر کلام الٰہی میں غور کرو ارشاد ہوتا ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ جب ہم نے جملہ ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سوائے شیطان کے سب سربسجود ہوگئے۔

مگر یہ سجدہ تعظیمی تھا یہ آدم کا سجدہ نہ تھا بلکہ خدا ہی کا سجدہ تھا۔ اسیطرح خاک شفا پر اوسی معبود حقیقی کا سجدہ کیا جاتا ہے اور اسکی تعظیم مد نظر ہوتی ہے تفسیر فتح العزیز شاہ عبدالعزیز دہلوی میں ہے کہ خدا کے سوا سجدہٗ تعظیمی ہر ایک کو جائز ہے جیسا کہ فرشتوں نے آدم کو کیا۔

خاک شفا پر سجدہ کرنیوالے اور اسکو بوسہ دینے والے وہی خیال کرتے ہیں جسطرح حجر اسود کو بوسہ دینے سے بہشت کی یادآوری ہوتی ہے اوسیطرح خاک شفا پر سجدہ کرنے اور اوسکی عظمت کرنے سے حسینؑ غریب کی خلوص عبادت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

## تذکرۃ الشہادۃ

ذکر شہادت سید الشہدا روحی لہ الفدا واعظ پر حرام بتلایا گیا ہے بعض لوگ متعجب ہوتے ہیں کہ آخر اس کا کیا سبب ہے

لیکن صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۹۷ اور احیاء العلوم امام غزالی کی مطالعہ سے یہ گتھی سلجھ جاتی ہے جسمیں یہ مضمون مندرج
ہے کہ شہادت حسینؑ اور اسمیں اصحاب رسول کی بیہودگی کا ذکر کرنا واعظ پر حرام ہے کیونکہ اسکی وجہ سے بغض صحابہ میں ان کا آتا ہے اور وہ مورد لعن ٹھہرتے
ہیں انصاف پسند ناظرین یہ ملاحظہ فرمانیکے بعد خود ہی فیصلہ کرسکتے ہیں کہ واقعہ شہادت کو صحابہ سے کیا تعلق ہے میں تو ہرگز نہیں کہہ سکتا کہ اصل قاتل کا اطلاق
اصحاب رسول پر بھی ہوتا ہے مگر ہاں ایک واقعہ کی طرف ناظرین کی توجہ دلانا چاہتا ہوں شرح مقاصد علامہ تفتازانی میں عبارت طویل یہ تصریح ہے کہ بعض اصحاب رسول
کینہ اور بغض کی وجہ حق اور راستی سے منحرف ہو گئے اور ظلم و بدکاری کی حد تک پہونچ گئے اسکی وجہ یہ تھی کہ اول تو انکے سینوں میں عداوت و حسد کے شعلے مشتعل تھے
دوسرے حکومت و سرداری کی خواہش بھڑکی ہوئی تھی کیونکہ کل اصحاب رسول معصوم نہ تھے اور جو مظالم اہلبیت رسولؐ پر ڈھائے گئے انکا چھپانا
ایک امر محال ہے یہ وہ ظلم شدید ہے کہ بعض جمادات انکی شہادت دیں اس صدمہ سے زمین و آسمان گریہ کریں پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑیں اور سنگ خارا
پھٹ جائے انکی یادگار ہمیشہ ماہ و سال اور زمانہ کی ساتھ قیامت تک باقی رہیگی خدا کی لعنت ہے اور ان جوان ظالموں سے خوش ہوا یا انکے چھپانیکی
کوشش و سعی کریگا جو علمائے دین یہ کہتے ہیں کہ یزید پر لعن جائز نہیں وہ چاہتے ہیں کہ لعنت کو زینہ بہ زینہ اوپر کیطرف چڑھنے سے بچائیں
تاریخ بلاذری میں ہے کہ جب امام حسینؑ درجہ شہادت پر فائز ہوگئے تو عبداللہ ابن عمر نے بایں مضمون ایک خط ابن معاویہ کو لکھا۔ ای امر شہادت
حسینؑ ایک مصیبت عظیم و بزرگ ہوگئی اسلام میں یہ ایک واقعہ جانکاہ واقع ہوا۔ روز شہادت حسینؑ سے بڑھکر کوئی یوم غم نہیں ہو سکتا یزید
نے اسکی جواب میں لکھا۔ ای حماقت کے پتلے ہم تو اسوقت مسند آرائے حکومت ہوئے تھے جبکہ محل بلند ہو چکے تھے مسندیں آراستہ ہو گئیں تھیں پس ہم نے حسینؑ
ابن علیؑ سے مقابلہ کیا۔ ای عبداللہ اگر ہمارا حق تھا اور ہم خلیفہ برحق تھے تو ہم نے اپنے حق پر حسینؑ سے مقابلہ کیا اور اگر ہمارا حق نہ تھا تو تمہارے باپ نے غاصبانہ خلافت
حاصل کی تو تیرا باپ عمر ابن خطاب پہلا وہ شخص ہے جس نے اس غاصبانہ عمارت کی بنیاد رکھی حقداروں سے حق چھین لیا اور انکو حق سے محروم کر دیا

کرد شخصے سوال از دانا ؛ کہ بگو کشتہ شد حسینؑ کجا ؛ گفت اندر سقیفہ اش کشتند ؛ بہر دنیائے جیفہ اش کشتند ؛ سبب قتل آنچہ بود یزید ؛
این ستم بروے از سقیفہ رسید ۔ انہیں خیالات سے بعض لوگ مانع ذکر شہادت ہوتے ہیں حالانکہ یہ فعل نہایت مذموم ہے۔ افسوس ہے کہ جس کے باپ کے
ذکر کو رسول نے ذکر علیؑ عبادۃ کہکر داخل عبادت کر دیا اسکے ذکر کو حرام بتلاتے ہیں جب ذکر علیؑ عبادت ہے تو کیا ذکر حسینؑ عبادت

[illegible]

# شبِ معراج

ایک دو نہیں صدہا کتابیں رسول مقبول صلعم کی ولادت باسعادت اور معراج کے حال میں تصنیف ہو چکی ہیں لیکن ابوالامیر مولانا سید محمد الیاس صاحب جارچوی کا نام نامی محتاج تعارف نہیں۔ مولانا کی یہ تازہ اور زرین تصنیف ہے جو آپ نے انتہائی محنت اور جوش میں لکھی ہے اس میں وجود کائنات کے پیدائش نور سے لیکر معراج تک کے تفصیلی حالات درج کئے ہیں۔ نثر کی فقرہ بندی زبان کی پرجوش بیساختگی سلسلے کا لطف مشہور شعراء کے چیدہ چیدہ بند۔ نعتیہ غزلیات کے بامحاورہ اور پھڑکتے برجستہ اشعار کی چیدگی۔ غرضکہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہر شخص پیارے رسول حبیب خدا کا والہ و شیدا ہو جاتا ہے۔ دل و دماغ میں عشق رسول کی لہریں دوڑنے لگتی ہیں میلاد خواں حضرات کے لئے یہ کتاب مایۂ ناز ثابت ہوگی۔ ہمارا صحیح دعویٰ ہے کہ اس نرالی ترکیب اور انوکھی طرز میں یہ پہلی کتاب ہے جو مولانا کے تراوش قلم کا نتیجہ ہے۔ آجتک اردو زبان میں اس سے زیادہ دلچسپ کتاب شائع نہیں ہوئی۔ قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)

## نونہال

یعنی

مجموعہ مضامین مجتہدین عظام و علمائے کرام و مشاہیر اہل قلم

قابل دید کتاب ہے

قیمت ۸؍

## شہید رابع

در حالات حضرت شہید رابع علیہ الرحمہ

قیمت ۴؍

از قلم فیض رقم عمیم الشان لسان الہند مولانا مرزا محمد ہادی صاحب عزیز لکھنوی

## [illegible]

[illegible]